# میرا شجرۂ نسب

میں ان علمائے حق کا پرچم لئے پھرتا ہوں جو ۱۸۵۷ء میں فرنگیوں کی تیغ بے نیام کا نشانہ بنے تھے۔ رب ذوالجلال کی قسم مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ لوگوں نے پہلے ہی کب کسی سرفروش کے بارے میں راستبازی سے سوچا ہے۔ وہ شروع سے تماشائی ہیں اور تماشا دیکھنے کے عادی! میں اس سرزمین میں مجدد الف ثانیؒ کا سپاہی ہوں، شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خاندان کا تبع ہوں، سید احمد شہیدؒ کی غیرت کا نام لیوا اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی جرأت کا پانی دیوا ہوں میں ان پانچ مقدمات سازش میں پابہ زنجیر صلحائے امت کے لشکر کا ایک خدمتگار ہوں جنہیں حق کی پاداش میں عمر قید اور موت کی سزائیں دی گئی تھیں۔ ہاں ہاں میں انہی کی نشانی ہوں، انہی کی صدائے بازگشت ہوں، میری رگوں میں خون نہیں آگ دوڑتی ہے ۔۔۔۔ میں علی الاعلان کہتا ہوں میں قاسم نانوتویؒ کا علم لے کر نکلا ہوں۔ میں نے شیخ الہندؒ کے نقش قدم پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ میں زندگی بھر اس راہ پر چلتا رہوں گا میرا اس کے سوا کوئی موقف نہیں، میرا ایک ہی نصب العین ہے اور وہ برطانوی سامراج کی لاش کو کفن یا دفنانا ۔۔۔۔ ہر شخص اپنا شجرہ نسب ساتھ رکھتا ہے۔ میرا یہی شجرہ نسب ہے میں سر اونچا کر کے فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں اس ہی خاندان کا ایک فرد ہوں۔

۔۔۔۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

تقریر ۲۳ مارچ ۱۹۳۹ء

(2-12-85)

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرویات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (۱۳)

محمد سعید الرحمٰن علوی

## سخاوت اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه و اصحابه وسلم اَلسَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ غُصْنٌ مِنْ اَغْصَانِهَا وَاللُّؤْمُ شَجَرَةٌ فِي النَّارِ وَاَبُوْ جَهْلٍ غُصْنٌ مِنْ اَغْصَانِهَا۔ (کنز العمال ص ۱۹۸/۱۲)

"حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سخاوت جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی ہیں اور کمینگی جہنم کا درخت ہے اور ابوجہل اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی ہے۔"

سخاوت ایک ایسی خوبی ہے جو نہ صرف اسلام میں محمود و مطلوب ہے بلکہ دنیا کے ہر مذہب اور دھرم میں اس کی تعریف کی گئی ہے اور جن لوگوں میں یہ صفت ہوتی ہے انہیں ہر معاشرے میں عزت و توقیر کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے — حاتم طائی کا آج تک ہمارے کلاسیکل ادب میں نمایاں مقام ہے اور ہر لکھنے والے نے اس کے متعلق لکھا اور اسے سراہا — اس کی وجہ کیا ہے کہ اسے اتنی شہرت حاصل ہوئی اور آج تک وہ عزت و توقیر سے یاد کیا جاتا ہے باوجودیکہ وہ دولت اسلام سے محروم رہا۔ ظاہر ہے کہ اس کی سخاوت کی وجہ سے ہی اسے یہ مقام حاصل ہوا۔

اسلامی تاریخ میں جن حضرات کو اس صفت میں خاص طور پر عزت و شہرت حاصل ہوئی ان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر فہرست ہیں۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ مکہ معظمہ کے متمول ترین افراد میں سے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی فطرت صحیحہ کے پیش نظر بالکل ابتداء ہی میں دامن اسلام سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرما دی۔ غالباً آپ پانچویں مسلمان ہیں جنہیں یہ دولت سرمدی حاصل ہوئی۔ سرور کائنات علیہ السلام سے آپ کا تعلق اور عزیزداری تو پہلے بھی تھی کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ ایک ہی سلسلہ کی دو کڑیاں تھیں لیکن حضور علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کا رشتہ آپ کو دے کر اس نسبت کو اور مضبوط فرما دیا — یہی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ جنہوں نے اپنے خاوند محترم کے ساتھ حبشہ کی ہجرت کا شرف حاصل کیا۔ اور نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا کہ آل لوط کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے جس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔ یہی صاحبزادی تھیں جنہیں ہجرت کرتے ہوئے کفار کے شر کا شکار ہونا پڑا۔ اور آپ زخمی ہو کر مدینہ پہنچیں اور ایک عرصہ بیمار رہ کر اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ پر حضور علیہ السلام کا جو اعتماد تھا اور جو باہمی تعلق تھا اس کا اندازہ بیعت رضوان کے پس منظر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے

جلد ۲۶ ٭ شمارہ ۲۴
۲ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ ٭ ۱۲ دسمبر ۸۰ء

اس شمارہ میں



رئیس الادارہ
پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ
مدیر منتظم
مولوی محمد اجمل قادری
مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

| بدل اشتراک | |
| --- | --- |
| سالانہ ۔/۶۰، ششماہی ۔/۳۰ | |
| سہ ماہی ۔/۱۵، فی پرچہ ۱/۵۰ | |

# اور اب اُردن شام

عراق ایران جنگ نے جو صورتِ حال پیدا کر دی ہے اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ اسلامی سیکرٹریٹ کے دونوں ممبر ملک ہونے کے باوصف دونوں ملکوں کی حکومتوں نے جو رویہ اختیار کیا وہ از حد افسوس ناک تھا۔ یہ سب کچھ ایسے وقت میں ہو رہا ہے جبکہ فلسطین، افغانستان اور متعدد دوسرے خطوں میں مسلمان از حد کرب ناک حالات سے دوچار ہیں لیکن بجائے اس کے کہ اسلامی سیکرٹریٹ کے ممبر ملک مل کر ان خطرات کا مقابلہ کریں وہ آپس میں ہی الجھ کر خوشی محسوس کر رہے ہیں — یہ مصیبت اپنی جگہ پر تھی کہ اب اردن، شام کی فوجیں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے تیاریاں کر رہی ہیں اور آج تک کی خبروں سے ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ جنگ کی مصیبت اس خطہ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے کر رہے گی — یہ سطور جب سامنے آئیں گی تو نہیں کہا جا سکتا کہ صورتِ حال کیا بن چکی ہوں گی — ادھر اردن کے دارالحکومت عمان میں عرب سربراہی کانفرنس کے اختتام پر یہ جو کہا گیا ہے کہ کسی عرب اور غیر عرب ملک کے درمیان جنگ ہوئی تو کوئی بھی عرب ملک غیر عرب ملک کی حمایت نہیں کرے گا — ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ آجکل ہماری اجتماعی سوچ کا رُخ ایسا غلط ہو چکا ہے کہ اُونٹ رے اُونٹ تیری کون سی کل سیدھی والا مسئلہ بن چکا ہے — عراق، ایران جنگ سے شاید ہم نے سبق حاصل نہیں کیا کہ اب یہ فیصلہ کر بیٹھے ہیں۔ کیا خلافتِ عثمانیہ کی تباہی کا المناک انجام ہمارے سامنے نہیں۔ اس وقت بھی عربی عجمی کا چکر چلا کر ملّت کو تباہی کے غار میں دھکیل دیا گیا تھا اور اب پھر وہی پرانا دستور جاہلیت اپنایا جا رہا ہے — رہ گئی اردن شام جنگ — اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا تو اس کا تمام تر فائدہ ملّت کے مشترکہ دشمن اسرائیل کو ہوگا۔ ہمارے ان برادر مسلم ممالک کو سوچنا چاہیئے کہ یہ ابھی تک حالتِ جنگ میں ہیں اور اسرائیل ان کے قلب کا ناسور بنا ہوا ہے لیکن یہ ہیں کہ ایسی بچگانہ حرکتیں کرکے دشمنوں کو ہنسنے کا موقع دے رہے ہیں اور خود اپنی تباہی کا سامان کر رہے ہیں۔ ہم اسلامی سیکرٹریٹ اور خود اپنی حکومت سے درخواست کریں گے کہ اس سنگینی کو ختم کرانے کے لیے مؤثر اقدام کریں اور ملّت کو اس مصیبتِ عظمیٰ سے بچائیں — اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

(باقی ۵ پر)

مجلس ذکر

ضبط و ترتیب : علوی

# دُعا ◎ چند احادیث

پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

محترم حضرات! حضور نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلدُّعَاءُ هُوَالْعِبَادَةُ کہ دعا عین عبادت ہے اور اس کے سند کے طور پر یہ آیت پڑھی وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "مجھ سے دعا کرو اور مانگو میں قبول کرونگا اور تم کو دوں گا جو لوگ میری عبادت سے متکبرانہ روگردانی کریں گے ان کو ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں جانا ہوگا"

اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ بندے اپنی ضروریات کے لئے جس طرح اور محنتیں کرتے ہیں اسی طرح کی محنت یہ بھی ہے کہ دعا کر لی جائے۔ اگر مقصد میں کامیابی ہوگئی تو ٹھیک ورنہ دوسری کوششوں کی طرح یہ کوشش بھی رائیگاں جائیگی حالانکہ ایسا سوچنا بھی درست نہیں کیونکہ دعا کی اپنی مخصوص نوعیت ہے۔ یہ حصول مقصد کا وسیلہ ہونے کے ساتھ ساتھ بذاتِ خود عبادت بھی ہے اور چونکہ یہ ایک مقدس عبادت اور عمل ہے اس لئے آخرت میں اس کا اجر و ثواب ضرور ملے گا۔

ایک دوسری میں حدیث میں سرکار دو عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ کہ دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے۔"

ایک اور حدیث ہے کہ لَيْسَ شَيْئٌ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک کوئی عمل دعا سے زیادہ عزیز نہیں۔"

اور ایک حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں — کیونکہ اللہ سے نہ مانگنا یا تو اس وجہ سے ہوگا کہ آدمی بدعقیدہ ہو کہ وہ اللہ کے بغیر اوروں سے ربط و ضبط رکھتا ہوگا۔ اور ان سے فریادیں کرتا ہوگا اور یا پھر بندہ بے نیازی کا مظاہرہ کرتا ہوگا اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو بے نیاز ہے۔ بندہ تو محتاج، فقیر اور نیازمند ہے۔ "اَللّٰهُ الْغَنِيُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ" قرآن عزیز کا ارشاد ہے۔ اپنے لئے بندے کو اپنی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی ضروریات میں اس خالق کائنات کے دروازے پر دست سوال دراز کرنا چاہیئے۔ اور جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی خدا سے طلب کرنا اور مانگنا چاہیئے۔

ایک حدیث میں ہے کہ سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ کہ اللہ تعالےٰ سے اس کا فضل مانگو— کیونکہ اللہ تعالےٰ کو یہ بات محبوب ہے کہ اس کے بندے اس سے دعا کریں اور مانگیں — اور فرمایا اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ کہ بہترین عبادت یہ ہے کہ آدمی اس کے کرم سے یہ

امید رکھے کہ وہ ذات پاک مصیبت اور تکلیف کو رفع فرمائے گی۔

ایک اور حدیث کے مطابق حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ دعا ہر قسم کے حوادث میں نافع اور مفید ہوتی ہے چاہے وہ حوادث نازل ہو چکے ہوں یا ابھی نازل نہ ہوئے ہوں۔ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ۔ اے اللہ کے بندو! دعا کا اہتمام کرو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لوگو! تمہارے پروردگار میں حیا اور کرم کی صفت بدرجہ غایت موجود ہے۔ (اس کی شان کے مطابق) جب بندہ اس کے آگے مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو شرم آتی ہے کہ ان کو خالی ہاتھ واپس کر دے۔

دعا کسی نہ کسی شکل میں ضرور قبول ہوتی ہے۔ بعینہ جو کچھ مانگا وہی مل گیا جلدی یا دیر سے ــــ اس کا نعم البدل مل گیا یا آخرت کے لئے ذخیرہ ہو گیا۔

ایک حدیث میں حضور اکرم علیہ السلام نے دعا کو بندہ مومن کا سلاح اور ہتھیار فرمایا ہے ــــ ہدایت یہ فرمائی کہ دعا مانگو تو اجابت اور قبولیت کا یقین کر کے اور غافل دل کے ساتھ دعا نہ مانگو کہ اللہ تعالےٰ غافل دل کی دعا قبول نہیں فرماتے۔ اسی طرح یہ ہدایت ہے کہ اس طرح دعا نہ مانگنی چاہیئے کہ اے اللہ! تو چاہے تو مجھے بخش دے یا رزق دے دے وغیرہ بلکہ عزم وقطعیت کے ساتھ دعا کرنی چاہیئے۔

اسی طرح فرمایا کہ قبولیت دعا کے لئے جلد بازی نہیں ہونی چاہیئے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت کے سپرد کر دینا چاہیئے۔

اور یہ بات حدیث میں بڑی وضاحت سے بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاک ہی کو قبول فرماتے ہیں۔ اس نے اس بارے میں انبیاء کو بھی حکم دیا اور اہل ایمان کو بھی! پھر آپ نے فرمایا کہ آدمی طویل سفر کر کے کسی مقدس جگہ پہنچے۔ اس کے بال پراگندہ اور کپڑے میلے ہوں اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اے میرے رب! اے میرے رب! اور اس کا کھانا پینا لباس حرام کا ہو تو دعا کیسے قبول ہو گی؟ اس لئے آپ حضرات کو چاہیئے کہ ہر معاملہ میں اللہ سے فریاد کریں اور ان ہدایات کو سامنے رکھ کر جن کا ذکر ہوا یقیناً اللہ تعالےٰ رحم فرمائیں گے۔

و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

---

بقیہ: اداریہ

## سنسرشپ کا مسئلہ

ملک میں ایک عرصہ سے سنسرشپ کا سلسلہ جاری ہے اس کے حسن و قبح پر بہت گفتگو ہو چکی۔ اہل اقتدار کی اپنی سوچ ہے ہمارے خیال میں اس قسم کی چیزیں خود اعتمادی اور باہمی اعتماد کو ٹھیس پہنچاتی ہیں ــــ بہرحال رموز مملکت خویش خسرواں دانند والا معاملہ ہے اللہ کرے ہمیں فہم صحیح کی دولت نصیب ہو۔ اس وقت مسئلہ تشویش کا یہ ہے۔ کہ جرائد و رسائل سارے کے سارے لاہور آ رہے ہیں۔ لاہور پہلے ہی پریس کا گھر ہے۔ ان گنت پرچے یہاں سے نکلتے ہیں۔ مالکان کو جتنے چکر لگانے پڑتے ہیں وہ ہر کسی کو معلوم ہیں۔ اب ادھر ادھر کے جرائد آنے سے اور مشکل پیدا ہو رہی ہے۔ عملہ میں مناسب اضافہ ضروری ہے تاکہ ہر کام بروقت ہو سکے۔

## ایک ضروری اعلان

بعض حضرات پرچہ کی خریداری، بل، اشتہار کی رقوم ادارہ کے بعض افراد کے نام ارسال کر دیتے ہیں۔ جس سے خاصی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں ــــ ازراہ کرم اس سلسلہ کی جملہ رقومات مینجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے نام ارسال کریں ــــ ضروری ہے۔

(ناظم)

## خطبۂ جمعہ

ضبط و ترتیب ۔۔ فاروقی

# اسلام کثرتِ رائے کا محتاج نہیں

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبید اللہ انور مدّظلہم ○

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

اَفَغَیۡرَ دِیۡنِ اللّٰہِ یَبۡغُوۡنَ وَلَہٗۤ اَسۡلَمَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّکَرۡہًا وَّاِلَیۡہِ یُرۡجَعُوۡنَ ۔ صدق اللہ العظیم

محترم حضرات ! تلاوت کردہ آیت کریمہ سورہ آل عمران کے نویں رکوع کی تیسری آیت ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے دین اسلام کی ابدی و ازلی حقانیت و حکمرانی کا ذکر فرمایا ہے ۔ آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے :۔

### ترجمہ شیخ الہندؒ

"اب کوئی اور دین ڈھونڈتے ہیں سوائے دین اللہ کے ، اور اسی کے حکم میں ہے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے اور اسی کی طرف سب پھر جاویں گے ۔"

### حاشیہ شیخ الاسلامؒ

۱۔ یعنی ہمیشہ سے خدا کا دین اسلام رہا ہے ۔ جس کے معنی ہیں حکم برداری ۔ مطلب یہ ہے کہ جس وقت حق تعالےٰ کا جو حکم کسی راستباز اور صادق القول پیغمبر کے توسط سے پہنچے اس کے سامنے گردن جھکا دو ، پس آج جو احکام و ہدایات سید المرسلین خاتم الانبیاءؐ لے کر آئے ہیں وہ ہی خدا کا دین ہے کیا اُسے چھوڑ کر فلاح و نجات کا کوئی اور راستہ ڈھونڈتے ہیں ؟ خوب سمجھ لیں کہ خدا کا دین چھوڑ کر کہیں ابدی نجات اور حقیقی کامیابی نہیں مل سکتی ۔ آدمی کو سزاوار نہیں کہ اپنی خوشی و شوق اور رغبت سے اُس خدا کی حکمبرداری اختیار نہ کرے جس کے حکم تکوینی کے نیچے تمام آسمان و زمین کی چیزیں ہیں خواہ وہ حکم تکوینی ان کے ارادہ اور خوشی کے توسط سے ہو ، جیسے فرشتے اور فرمانبردار بندوں کی اطاعت ہیں یا مجبوری اور لاچاری سے ۔ جیسے عالم کا ذرہ ذرہ اُن آثار و حوادث ہیں جن کا وقوع و ظہور بدون مخلوق کی مشیت و ارادہ کے ہوتا ہے ۔ حق تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کا تابع ہے ۔

۲۔ سب کو آخر کار جب وہیں لوٹ کر جانا ہے تو عقلمند کو چاہیئے کہ پہلے سے تیاری کر رکھے یہاں نافرمانیاں کیں تو وہاں کیا منہ دکھائے گا ۔"

محترم حضرات ! ترجمہ اور حاشیہ کی تشریح سے یہ بات بخوبی سمجھی جا سکتی ہے کہ اللہ کا دین ازل سے اپنی حاکمیت و حقانیت کے ساتھ موجود ہے اور زمین و آسمان کے درمیان کی چیزیں اس پر اپنی اپنی حیثیت کے مطابق عمل کرنے کی پابند ہیں ۔ اسی لئے اس دین کی طرف دعوت دینے اور اس کی تفصیلات و جزئیات سے لوگوں کو روشناس کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر دور میں نبی اور رسول تشریف لاتے رہے ۔ اُن انبیاء نے اپنی قوم اور اپنی

حدود نبوت کے لوگوں کو اس دین پر عمل کی طرف بلایا کہ تمہاری حقیقی کامیابی اور سچی خوشی کا راز اسی میں مضمر ہے کہ تم اپنے آپ کو احکم الحاکمین کے احکام کے سامنے جھکا دو لیکن یہ ایک افسوسناک امر ہے کہ اولاد آدمؑ کے بہت کم لوگوں نے اپنے دور میں اللہ کے رسولؑ کی دعوت پر لبیک کہی۔ قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی اکثریت ہر دور میں نبیوں کی دعوت اور خدا کے احکام کی مخالف رہی ہے، اور اس مخالفت میں بعض قومیں اور بعض قوموں کے کچھ افراد اس حد تک آگے نکل گئے کہ اللہ کی نافرمانی رسولوں کی تکذیب کے ساتھ رسولوں کو ایذا پہنچانے بلکہ قتل کرنے کے درپے ہوگئے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں کو ان کے جرم کی مناسبت سے عذاب میں مبتلا کیا۔ اور ان کے حالات قیامت تک نسل انسانیت کے لئے مرقع عبرت بن گئے۔ قرآن کریم نے نبی آخر الزمان سید المرسلینؐ کی زبانِ صدق وصفا سے اعلان کرایا کہ سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبل کان اکثرھم مشرکین۔ یعنی زمین میں چکر لگاؤ (اور عمارتوں اور آبادیوں کے نشانات کو) دیکھو کہ پہلی قوموں کا کیا انجام ہوا (اُن کی تباہی کا سبب یہ ہے) کہ اُن کی اکثریت شرک کرنے والی تھی۔"

لوگوں کی جس چھوٹی سی جماعت نے انبیاء کی اطاعت کرتے ہوئے اسلام کو اپنی زندگی پر نافذ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات سے نوازی گئی اور جس نے انکار کیا وہ عذاب کی مستحق ہوئی تا آنکہ سب سے آخر میں سلسلہ نبوّت کے آخری فرد امام الانبیاء حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اسی مقصد عظیم اور دعوت مقدسہ کے ساتھ تشریف لائے اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو ابدی ہدایت اور تباہ حال اولاد آدم کو اسلام کے ابدی پیغام راحت و سکون کی طرف بلایا یہاں بھی وہی فطری صورتِ حال سامنے آ گئی۔ کہ دعوت و تبلیغ کے نتیجہ میں لوگ دو واضح گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ اس دعوت پر لبیک کہنے والوں نے اس کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اپنے مال اور جان کی قربانی دی اور انکار کرنے والوں نے اس مشن کو ناکام بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنی حکمتوں کے پیش نظر اس دین کو مکمل کرنا مقصود تھا اس لئے معاندین، مخالفین اور مشرکین و کفار کی تمام سازشیں ناکام ہو گئیں یہاں تک کہ ۲۳ سال کے مختصر عرصہ میں اسلام کی صدا معلوم دنیا کے تقریباً تمام گوشوں میں پہنچ گئی اور مدینہ منورہ کو مرکز بنا کر نبی کریم علیہ السلام نے اپنی حیات طیبہ کے آخری حج کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں اطرافِ عالم سے آنے والے تقریباً ڈیڑھ لاکھ فرزندانِ توحید کی موجودگی میں اس دین اسلام کے عملی نفاذ کا اعلان فرمایا اور اس دین کے بنیادی عقائد کے ساتھ اس نظامِ حیات کی اصلاحات کا نفاذ عمل میں لائے تو حق تعالیٰ نے بھی آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک مختلف مدارج طے کر کے اس سطح پر پہنچنے والے اس تشنۂ تکمیل دین کی تکمیل کا اعلان فرمایا کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور اسلام کو (تمام ادیان کے مقابلہ میں) بطور دین کے پسند کر لیا۔

محترم حضرات! تکمیل دین کے خدائی اعلان اور امام الانبیاءؐ کے اس دین کے عملی نفاذ کے بعد ہر انسان عموماً اور ہر مسلمان

خصوصاً جہاں کہیں بھی ہو اس دین پر عمل کرنے اور پھر اپنے دائرۂ اختیار میں اسے بطور قوتِ حاکمہ کے نافذ کرنے کا پابند محض ہے۔ اسی لئے ھادیٔ برحق نے اعلان فرمایا کہ "الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہٖ" ۔ یعنی جان لو کہ تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور وہ اپنی رعیت کے بارے میں خدا کے ہاں جواب دہ ہے۔ کہ اپنے دائرۂ اختیار اور حلقۂ حکومت میں کہاں تک اس نے اسلام کے نظام عدل و انصاف کو جاری کیا۔ کوئی شخص معاشرتی ماحول، بین الاقوامی حالات اور اکثریت کی مخالفت کا بہانہ بنا کر انفرادی یا اجتماعی زندگی میں اسلام کے نفاذ سے پہلو تہی نہیں کر سکتا اور اگر وہ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ کا عذاب پہلی قوموں یا پہلی قوموں کے افراد کی طرح اسے بھی اپنی لپیٹ میں ضرور لے گا کہ یہ مکافات عمل ہے اور یہی قانون قدرت! اسلام کے نفاذ کے لئے کسی مصلحت و منافقت یا کثرتِ رائے اور عوام کی مخالفت کے خوف سے کوئی عذر کرنا یقیناً اللہ تعالیٰ کی آفاقی قوت اور اسلام کی عالمگیر صداقت کے انکار کے مترادف ہے جو کسی طرح بھی قابل معافی نہیں۔

---

## اسلام کے لئے رائے شماری

محترم حضرات! ہمارے لئے یہ خبر کتنی تکلیف دہ اور افسوسناک ہے کہ خالص اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والی مملکت "پاکستان" . . . . . . . پر رکھ کر چلانے کا ارادہ کیا ہے تو یہ فیصلہ ملک، ملت اور دین کے لیے کسی طرح بھی مفید نہیں۔ دین نہ کبھی کثرت رائے کا محتاج رہا ہے نہ اب ہے اور نہ کبھی آئندہ ہوگا۔ اگر آپ واقعی اپنے دعووں کے مطابق یہاں غلبۂ اسلام کے خواہش مند ہیں تو یہ کام بغیر کسی تاخیر سے کر گذریئے، یہی ریفرنڈم ہے، یہی عوام کا فیصلہ ہے، یہی قوم کی اُمنگ ہے اور یہی پاکستان کی بقاء و استحکام کی آخری ضمانت!

تحریک پاکستان اور پھر اُس کے بعد ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام شریعت میں ملک کے عوام اپنا فیصلہ . . . . . . . . .

حضرات! آخر میں مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام مصلحتوں سے بالاتر ہو کر ہمارے حکمرانوں کو دین کا کام کرنے کی توفیق دے۔ اور پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنائیے۔ آمین!

---

## اقوال زرّیں حضرت ابوبکر صدیقؓ

۱۔ عدل ہر ایک سے بہتر ہے لیکن امیروں سے بہتر تر ہے۔
۲۔ گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے مگر اس سے بچنا واجب تر ہے۔
۳۔ گناہ جوان کا بد ہے مگر بوڑھوں سے بدتر ہے۔
۴۔ شرم مردوں سے خوب ہے مگر عورتوں سے خوب تر ہے
۵۔ جسے رونے کی طاقت نہ ہو، وہ رونے والوں پر رحم کیا کرے۔
۶۔ علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال فرعون و قارون وغیرہ کی۔
۷۔ بُروں کی صحبت نشینی سے تنہائی بدرجہا بہتر ہے۔ اور تنہائی سے اہلِ علم کی صحبت بہتر ہے۔
۸۔ عمل بغیر علم کے سقیم و بیمار ہے اور علم بغیر عمل کے بیکار ہے
۹۔ انسان ضعیف ہے، تعجب ہے کہ وہ خدائے قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔
۱۰۔ امیروں کا غرور کرنا بد مگر غریبوں کا غرور، تکبر

(عبدالجبار نازی بڑھانہ ضلع جھنگ)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو کہ نقلاً و عقلاً یہ امر ثابت ہے کہ ہم لوگوں سے کچھ حقوق کا مطالبہ کیا گیا ہے جس میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور بعض بندوں کے حقوق ہیں۔ بعض دینی اور بعض دُنیوی ہیں۔ پھر دُنیوی میں بعض حقوق اقارب کے ہیں اور بعض اجانب کے، اور بعض حقوق خاص لوگوں کے ہیں بعض عام مسلمانوں کے۔ بعض اپنے سے بڑے کے، بعض چھوٹوں کے، بعض برابر کے درجہ کے لوگوں کے ہیں۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور بوجہ بے علمی کے اکثر لوگوں کو حقوق کی اطلاع بھی نہیں۔ اس لیے دِل چاہا کہ ایک مختصر تحریر اس باب میں جمع ہو جائے تو اُمید فائدہ کی ہے۔ چونکہ قاضی ثناء اللہ صاحب کا رسالہ حقیقتِ اسلام جس کا حوالہ احقر نے فروعِ ایمان میں دیا ہے اس مضمون میں کافی و وافی تھا۔ اسی لیے اُسی کا خلاصہ کر دینا کافی سمجھا۔ البتہ بعض مضامین کہیں کہیں بہ ضرورت بڑھائے گئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں اور اس کا نام حقوق الاسلام رکھتا ہوں اور اس میں چند فصلیں ہیں اور ہر فصل میں ایک ایک حق کا بیان ہے۔

**فصل اوّل** :- حقوق اللہ تعالیٰ کے سب سے اوّل بندہ پر اللہ جلّ شانہٗ کا حق ہے جس نے طرح طرح کی نعمتیں (پیدا کرنے اور باقی رکھنے کی) ایجاد و ابقا کی عنایت فرمائی۔ گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے۔ ہدایت پر عمل کرنے کے صلہ میں نعمتوں کی اُمید دلائی۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بندوں کے ذِمّہ یہ ہیں۔ ۱ ذات و صفات کے متعلق موافق قرآن و حدیث کے اپنا اعتقاد رکھے۔ ۲ عقائد و اعمال و معاملات و اخلاق میں جو اُن کی مرضی ہو اختیار کرے۔ اور جو اُن کے نزدیک ناپسند ہو اُس کو ترک کر دیوے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی رضا و محبّت کو سب کی رضا و محبت پر مقدم رکھے۔ (۴) جس سے محبّت یا بغض رکھے یا کسی کے ساتھ احسان یا دریغ (ترکِ احسان) کرے، سب اللہ کے واسطے کرے۔

**فصل دوئم** :- حقوقِ انبیاء کرام علیہم السلام :- چونکہ ذات و صفات و مرضیات و نامرضیاتِ الٰہی کی شناخت ہم لوگوں کو بتوسط حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہوئی ہے اور ان کے پاس ملائکہ وحی لائے۔ اسی طرح بہت سے دُنیوی منافع و مضار انبیاء کرام کے دریافت ہوئے، اور بہت سے ملائکہ ہمارے فائدوں کے کاموں پر متعیّن ہیں اور باذنِ الٰہی ان کاموں کو انجام دیتے ہیں۔ اس لیے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و حضرات ملائکہ علیہم السلام کا حق، حق تعالیٰ کے حق میں داخل ہو گیا۔ بالخصوص سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا احسان سب سے زائد ہم پر ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق بھی سب سے زیادہ ہے۔ وہ چند حقوق یہ ہیں :- (۱) آپ کی رسالت کا اعتقاد رکھنا۔ (۲) تمام احکام میں آپؐ کی پیروی کرنا۔ (۳) آپؐ کی عظمت اور محبّت کو دل میں جگہ دینا (۴) اور آپؐ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا۔ حضرات ملائکہ کے حقوق یہ ہیں :- (۱) اُن کے وجود کا اعتقاد رکھنا۔ (۲) اُن کو گناہوں سے پاک سمجھے (۳) جب اُن کا نام آئے تو علیہ السلام کہے۔ (۴) مسجد میں بدبُودار چیزیں کھا کر جانے سے یا مسجد میں ہوا خارج کرنے سے ملائکہ کو ایذا ہوتی ہے، اس سے احتیاط کرے اور بھی جن کاموں

سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے یا نفرت ہے۔ ان سے احتراز لازم جانے، مثلاً تصویر رکھنا بلا ضرورت شرعی کتّا پالنا، جھوٹ بولنا۔ غسلِ جنابت میں سے پڑے رہنا کہ نماز بھی برباد ہو جائے۔ بلا ضرورت شرعی یا طبعی ننگا ہونا گو تنہائی ہو (مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ مسجد میں مولی پیاز کچّا لہسن کھا کر آنا، تمباکو وغیرہ، اسی طرح مسجد میں مٹی کا تیل جلانے یا دیا سلائی جلانے سے بھی بدبو پھیلتی ہے۔ اس سے بھی اجتناب ضروری ہے)

فصلِ سوئم :- حقوق صحابہؓ کرام و اہل بیت عظام کو کیونکہ حضور علیہ السلام سے خصوصی تعلق ہے، دینی بھی اور دنیاوی بھی۔ اس لیے آپؐ کے حق میں اِن حضرات کے حقوق بھی داخل ہو گئے۔ وہ یہ ہیں :- (۱) اِن حضرات کی اطاعت کرے۔ اِن حضرات سے مُحبّت رکھے (۳) اور ان کے عادل ہونے کا یقین رکھے۔ (۴) ان سے مُحبّت کرنے والوں سے مُحبّت اور ان سے بُغض رکھنے والوں سے بُغض رکھے۔

فصل چہارم :- حقوق علماء و مشائخ :- چونکہ علماء ظاہر باطن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں اور مسند نشین ہیں۔ اس لیے ان کے حقوق بھی حضورؐ کے حقوق میں شامل ہو گئے۔ وہ یہ ہیں :- (۱) فقہائے مجتہدین و علمائے مُحدّثین اساتذہ و مشائخِ طریقت و مُصنّفین و دینیات کے لیے دعائے خیر کرتا رہے۔ (۲) حسب قاعدہ شرعی ان کا اتباع کرے۔ (۳) جو اُن میں زندہ ہوں اُن سے تعظیم و مُحبّت سے پیش آئے (۴) حسب وسعت و ضرورت اُن حضرات کی مالی خدمت بھی کرتا رہے۔ (۵) اُن سے بغض و مخالفت نہ کرے۔

فصل پنجم :- حقوق والدین :- یہ حضرات مذکورین تو دینی نعمتوں میں واسطہ تھے۔ اس لیے اُن کا حق لازم تھا۔ بعضے لوگ دُنیوی نعمتوں کے ذرائع ہیں۔ اُن کا حق شرعاً ثابت ہے مثلاً ماں باپ کہ انسان کی پیدائش کا ذریعہ ہیں، اِن کے حقوق یہ ہیں :- (۱) ان کو ایذا نہ پہنچائے، اگرچہ ان کی طرف سے کچھ زیادتی ہو۔ (۲) قولاً فعلاً اُن کی تعظیم کرے (۳) جائز کاموں میں اُن کی تعظیم کرے (۴) اگر ان کو حاجت ہو تو مال سے ان کی خدمت کرے۔ اگرچہ وہ دونوں کافر ہوں۔

فصل ششم :- ماں باپ کے انتقال کے بعد اُن کے یہ حقوق ہیں :- (۱) ان کے لیے دعاء مغفرت و رحمت کرتا رہے (۲) نوافل و صدقات مالیہ کا ثواب اُن کو پہنچاتا رہے۔ (۳) ان کے ملنے والوں کے ساتھ رعایت مالی و خدمت بدنی و حسنِ اخلاق سے پیش آئے (۴) گاہ بگاہ ان کی قبر کی زیارت کرے۔

فصل ہفتم :- اجداد وغیرہ کے حقوق :- دادی دادا، نانا، نانی کا حکم شرعاً مثل ماں باپ کے ہے۔ پس اس کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہیے۔ اسی طرح خالہ اور ماموں مثل ماں کے ہیں اور چچا اور پھوپھی مثل باپ کے ہیں۔ حدیث شریف میں اس طرح اشارہ ہے۔

فصل ہشتم :- (اولاد) جس طرح ماں باپ کے حقوق اولاد پر ہیں۔ اس طرح ماں باپ پر اولاد کے حقوق یہ ہیں :- (۱) نیک بخت عورت سے نکاح کرنا کہ اولاد اچھی پیدا ہو۔ (۲) بچپن میں مُحبّت کے ساتھ اُن کو پرورش کرنا اور اولاد کو پیار کرنے کی فضیلت آئی ہے۔ بالخصوص لڑکیوں سے دل تنگ نہ ہونا، اُن کی پرورش کرنے کی فضیلت آئی ہے۔ اگر کسی دائی کا دودھ پلانا پڑے تو نیک دائی کا پلائے۔ (۳) اُن کو علم دین سکھانا (۴) جب نکاح کے قابل ہوں تو نکاح کر دینا۔ اگر لڑکی کا شوہر مر جائے تو نکاح ثانی تک اپنے گھر رکھنا اور اس کا خرچ خوشی سے پورا کرنا۔

فصل نہم :- دُودھ پلانے والی کا حق بھی ماں کے برابر آیا ہے۔ ادب سے پیش آئے، خدمت مالی بدنی کرے۔ اس کے شوہر کو مخدوم جاننا۔

فصل دہم :- سوتیلی ماں چونکہ باپ کے قرینے ہے اور باپ کے دوست سے احسان کرنے کا حکم آیا ہے۔ اِس لیے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں، جو کچھ فصل ششم میں مذکور ہوا ہے وہی کافی ہے۔

فصل یازدہم :- حدیث شریف میں ہے کہ بڑا بھائی مثل باپ کے ہے۔ اس سے لازم آیا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے۔ پس ان میں باہمی ویسے ہی حقوق ہوں گے جو مابین والدین اور اولاد کے ہیں۔ اسی پر بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو قیاس کر لینا چاہیے۔

فصل دوازدہم :- اسی طرح باقی قرابت داروں کے

بھی حقوق آئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے :- (۱) اپنے محارم اگر
محتاج ہوں اور کمانے کھانے کی کوئی قدرت نہ رکھتے
ہوں تو بقدر ضرورت ان کے کھانے، پینے، پہننے کی خبرگیری
مثل اولاد کے واجب ہے۔ اور اگر غیر محارم ہیں تو نان نفقہ
اس طرح واجب نہیں۔ لیکن کچھ خدمت کرنا ضروری ہے
(۲) گاہ بگاہ ان سے ملتا رہے۔ (۳) ان سے قطع قرابت
نہ کرے بلکہ کسی قدر ان سے ایذا پہنچے تو بھی صبر کرے
افضل ہے۔

فصل سیزدہم :- استاذ و پیر چونکہ باعتبار تربیت
باطنی کے مثل باپ کے ہے۔ اس لیے ان کی اولاد سے میا
اقارب کے ساتھ لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی
القربیٰ کی یہ بھی ایک تفسیر ہے۔ اس مقام سے حضرات
سادات کرام کا احترام بھی معلوم کرنا چاہئے اور چونکہ
شاگرد و مرید مثل اولاد کے ہیں تو اپنے استاذ کا شاگرد یا
اپنے پیر کا مرید بمنزلہ اولاد اپنے باپ کے ہوا۔ پس اس
کے بھی حقوق مثل اپنے بھائی کے سمجھے۔ قرآن مجید میں
جو الصاحب بالجنب آیا ہے۔ اس میں یہ بھی داخل
ہے۔

فصل چہاردہم: حقوق شاگرد و مرید چونکہ شاگرد و مرید
بمنزلہ اولاد کے ہے۔ شفقت اور دلسوزی میں ان کا حق
بھی مثل اولاد کے حق کے ہے۔

فصل پانزدہم :- حقوق زوجین، حقوق زوجین میں شوہر
کے ذمہ یہ ہیں :- (۱) اپنی وسعت کے موافق بیوی کے نان
نفقہ میں دریغ نہ کرے (۲) ان کو مسائل دینیہ سکھلائے اور
عمل کی تاکید کرتا رہے۔ (۳) اس کے رشتہ دار محارم و اقارب
سے گاہ بگاہ اس کو ملنے دے (۴) اس کی کم فہمیوں پر
اکثر صبر و سکوت کرے، کبھی مارنے کی ضرورت ہو تو اوسط
(اعتدال) کا لحاظ رکھے۔ (۵) زوجہ کے ذمہ شوہر کے حقوق
یہ ہیں :- (۱) اس کی اطاعت کرے اور ادب و خدمت
و دلجوئی و رضاجوئی پورے طور سے بجا لائے۔ (۲) البتہ
غیر مشروع امر میں عذر کر دے۔ (۳) اس کی گنجائش سے
زیادہ اس پر فرمائش نہ کرے (۴) اس کا مال بلا اجازت
خرچ نہ کرے (۵) اس کے رشتہ داروں سے سختی نہ کرے۔
جس سے شوہر کو رنج پہنچے۔ خاص طور پر شوہر کے ماں باپ
کو اپنا مخدوم سمجھے اور ادب و تعظیم سے پیش آئے۔

اب آخر میں میں حقوق عام مسلمانوں کے لکھتا ہوں
علاوہ اہل قرابت کے اجنبی مسلمانوں کے بھی حقوق ہیں۔
اصبہانی نے ترغیب و ترہیب میں بروایت حضرت
علیؓ یہ حقوق نقل کئے ہیں :- (۱) مسلمان کی لغزش
کو معاف کرے (۲) اس کے رونے پر رحم کرے (۳)
اس کے عیب کو چھپائے (۴) اس کے عذر کو قبول
کرے (۵) اس کی تکلیف کو دور کرے (۶) ہمیشہ
اس کی خیرخواہی کرے (۷) اس کی حفاظت و محبت کرے۔
(۸) اس کے ذمہ کی رعایت کرے (۹) بیمار ہو تو عیادت
کرے (۱۰) مرجائے تو جنازہ پر حاضر ہو (۱۱) اس کی
دعوت قبول کرے (۱۲) اس کا ہدیہ قبول کرے۔
(۱۳) اس کے احسان کا بدلہ دے (۱۴) اس کی نعمت کا
شکریہ ادا کرے (۱۵) موقع پر اس کی نصرت کرے (۱۶)
اس کے اہل و عیال کی حفاظت کرے (۱۷) اس کی حاجت روائی
کرے (۱۸) اس کی درخواست کو سنے (۱۹) اس کی سفارش
کو قبول کرے (۲۰) اس کی مراد سے ناامید نہ کرے (۲۱)
وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو یہ یرحمک اللہ کہے (۲۲) اس
کی گم شدہ چیز اس کے پاس پہنچا دے (۲۳) اس کے
سلام کا جواب دے (۲۴) اس سے خوش خلقی سے گفتگو
کرے (۲۵) اس کے ساتھ احسان کرے (۲۶) اگر وہ اس
کے بھروسہ پر قسم کھالے تو یہ اس کو پورا کر دے (۲۷)
کوئی اس پر ظلم کرے تو یہ اس کی مدد کرے (۲۸) اس
کے ساتھ محبت کرے دشمنی نہ کرے (۲۹) جو اپنے لیے
پسند کرتا ہے وہ اپنے بھائی مسلمان کے لیے پسند کرے۔
(۳۰) اور دوسری حدیث میں یہ زیادہ ہے ملاقات
کے وقت سلام کرے، مصافحہ کرے تو بہتر ہے (۳۱) اگر
باہم اتفاقاً رنجش ہو جائے تو تین دن سے زیادہ ترک کلام
نہ کرے (۳۲) اس پر بدگمانی نہ کرے (۳۳) اس پر حسد
و بغض نہ کرے (۳۴) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کرتا رہے (۳۵) چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت
کرے (۳۶) دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو جائے تو صلح
کرا دے (۳۷) اس کی غیبت نہ کرے (۳۸) مال میں
اور عزت میں کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچائے (۳۹) [illegible]

سواری پہ اسباب نہ لاد سکے یا سوار نہ ہو سکے تو سہارا لگا دے" (۲۰) اس کو اٹھا کر مجلس میں اُس کی جگہ نہ بیٹھے (۲۱) تیسرے کو اکیلے چھوڑ کر دو آدمی تنہا باتیں نہ کریں۔ یاد رکھیں جن لوگوں کے حقوق اوپر بیان ہو چکے ہیں اُن خاص والے اِن عام حقوق میں بھی شریک ہیں (خاتمہ) جو حقوق اس کے ذمہ ہیں اگر وہ اللہ کے ہیں تو سو اگر عبادت کے ہیں تو اُن کو ادا کرے۔ مثلاً اگر اس کے ذمہ نمازیں یا کچھ روزے یا زکوٰۃ ہے تو اُن کا حساب کر کے ادا کرے نہ ہونے یا بصورت مال کی گنجائش نہ ہونے کے دِل میں پکّا ارادہ رکھے۔ جب وسعت ہو تو کوتاہی نہ کرے۔ اور اگر گناہ میں سے ہیں تو توبہ صادق کرے۔ انشاءاللہ تعالےٰ سب معاف ہو جائے گا۔ اگر حقوق العباد ہیں جو ادا کرنے کے قابل ہوں وہ ادا کرے یا معاف کرائے مثلاً قرض ہے یا خیانت وغیرہ۔ اور جو صرف معاف کرانے کے قابل ہوں وہ فقط معاف کرا لے۔ مثلاً غیبت وغیرہ اور اگر کسی وجہ سے اہل حقوق سے نہ معاف کرا سکا۔ یا نہ ادا کر سکتا ہے تو ان لوگوں کے لیے ہمیشہ استغفار کرتا رہے۔ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں اِن لوگوں کو رضامند کر کے معاف کرا دیں۔ مگر جب طاقت تلافی کرنے یا استغفار کی ہو اُسی وقت اِس میں دریغ نہ کرے اور جو حقوق خود اوروں کے ذِمّہ رہ گئے ہوں جن سے اُمید وصول کی ہو نرمی سے اُن سے وصول کر لے اور جن سے اُمید نہ ہو یا قابلِ وصول نہ ہوں۔ جیسے غیبت وغیرہ سو قیامت میں اُن کے عوض نیکیاں ملیں گی مگر معاف کر دینے میں اور زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے۔ اس لیے بالکل معاف کر دینا بہت بہتر ہے۔ بالخصوص جب کوئی آدمی معذرت و معافی کا خواستگار ہو۔

بشیر احمد قاسمی کھوکھر چھپہ سیالکوٹ

اہلِ اسلام ابتداء ہی سے جن مظالم اور تشدد و بربریت کا نشانہ بنے ہیں یہ ایک زمانہ واقف ہے۔ جو شخص اسلام قبول کرتا تھا گویا وہ پوری ارضی مخلوق سے جنگ مول لیتا تھا۔ صاحبِ سیرۃ صحابہؓ لکھتے ہیں کہ ایک جماعت دستِ رسول پہ بیعت کر رہی تھی آپ کے یہ جملے سن کر کہ (اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا، کسی پر ناحق ظلم نہ کرنا، حُسنِ سلوک سے ہر ایک سے پیش آنا)۔ ایک سردار نے کہا تم کو معلوم ہے کس بات پر بیعت کر رہے ہو۔ یہ بیعت تو دنیا والوں کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے"! جب ہم اسلام کے ابتدائی دور کی طرف دیکھتے ہیں تو یہ بات ایک ناقابلِ تردید حقیقت بن کر سامنے آتی ہے کہ جو اسلام قبول کرتا اس کی خاطر مدارت ... اس طرح کرتے کہ گرم ریت پر لٹا دیا جاتا۔ سینے پر پتھر رکھ دیئے جاتے۔

علامہ شبلی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

جب ٹھیک دوپہر ہو جاتی تو وہ غریب مسلمانوں کو پکڑتے۔ عرب کی تیز دھوپ ریتلی زمین کو دوپہر کے وقت جلتا توا بنا دیتی تھی۔ وہ ان غریبوں کو اسی توے پر لٹاتے، چھاتی پر بھاری پتھر کو رکھ دیتے کہ کروٹ بدلنے نہ پائیں۔ بدن پہ گرم بالو بچھاتے، لوہے کو آگ پر گرم کر کے اس سے داغتے، پانی میں ڈبکیاں دیتے۔ (سیرت النبی صفحہ ۱۴۴)

یہ مظالم اگرچہ تمام ان لوگوں پر جو شمع نبوت کے پروانے

تھے عام تھے۔ مگر اس فہرست میں چند حضرات ایسے بھی تھے جن پر قریش حد سے زیادہ مہربان نظر آتے ہیں۔ حضرت خبابؓ بن ارت بھی ان ہی حضرات میں سے ایک ہیں۔ یہ قبیلہ تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ جاہلیت میں غلام بنا کر فروخت کر دیئے گئے تھے۔ ام نمار نے خرید لیا۔ یہ اس وقت اسلام لاتے جب مسلمانوں کی تعداد صرف چھ تک معلوم ہوتی ہے۔ اسی زمانے کی بات ہے جب حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ارقم کے گھر میں قیام فرما تھے۔ ان کو اسلام لانے کے جرم میں قریش نے طرح طرح کی سزائیں دیں۔ حتیٰ کہ ان ظالموں نے ایک دن کوئلے جلا کر زمین پر بچھاتے اور اس پر چت لٹایا اور ایک شخص نے چھاتی پر پاؤں رکھ دیئے کہ کروٹ بدلنے نہ پائیں۔ مگر حضرت خبابؓ کی استقامت دیکھیے کہ کوئلے پیٹھ کے نیچے پڑے پڑے ٹھنڈے ہو گئے مگر جو سینے میں نورِ ایمان کی چنگاریاں سلگ چکی تھیں وہ ان مظالم کے بعد اور بھی زیادہ تیز ہو جاتیں۔ جب حضرت خبابؓ نے یہ واقعہ حضرت عمرؓ کے سامنے بیان کیا اور اپنی پیٹھ سے کپڑا اٹھا کر دکھلایا تو دیکھنے والوں نے دیکھ لیا کہ عاشقِ رسول کی پیٹھ برص کے داغ کی طرح بالکل سپید تھی۔ اور پھر دوسری طرف مالی نقصان کا یہ عالم ہے کہ ایامِ جاہلیت میں لوہار کا کام کرتے اور لوگوں کے ذمہ ان کے بقایا جات تھے جب ان سے مانگتے تو وہ انسانی بھیڑیئے جواب دیتے کہ جب تک تم محمدؐ کا انکار نہ کرو گے ہم تم کو ایک کوڑی تک نہ دیں گے۔ مگر حضرت خبابؓ کے پاؤں میں لغزش نہ آئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، یہ کبیر السن اور بڑی عزت والے تھے۔ مال و ثروت کے لحاظ سے بڑے آدمی تھے۔ مگر جب اسلام لائے تو دوسروں نے نہیں بلکہ ان کے چچے نے رسی سے باندھ کر مارا۔ حضرت ابوذرؓ جو ساتویں مسلمان ہیں ان کو اس قدر مارا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور حضرت زبیر بن العوامؓ جن کا مسلمان ہونے میں پانچواں نمبر ہے جب اسلام لائے تو ان کے چچا نے اس قدر ظلم و تشدد کیا کہ چارپائی پر باندھ کر ان کی ناک میں دھواں دیا۔ حضرت لبینہ یہ ایک کنیز تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے کہ لبینہ کے ایمان کی خبر ہو گئی۔ یہ اس کو اس قدر مارتے تھے کہ خود اپنے اعضاء جواب دے جاتے۔ آخر تھک کر کہتے کہ میں

نے تجھ کو رحم کی بنا پر نہیں چھوڑا مگر اس کی وجہ میرا تھک جانا ہے۔ مگر ادھر سے دیکھو کیا جواب ملتا ہے۔ لاٹھیاں چل رہی ہیں مگر دل میں وہی جذبہ ہے۔ فرماتی ہیں:

"اے عمر! یاد رکھنا اگر تم ایمان نہ لائے تو اس کا انتقام میرا خدا تم سے ضرور لے گا"

اسی طرح حضرت زنیرہؓ جو حضرت کے گھرانے کی کنیز تھی۔ عمرؓ کے جبر و تشدد سے یہ نہ بچ سکی۔ اور پھر حضرت عمر رک جاتے تو درندۂ کفار ابوجہل کا نمبر آتا۔ اس ظالم نے اس قدر مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ حضرت ہندیہ اور ام عبیسؓ بھی کفار کے ہاتھوں سے نہ بچ سکیں۔ حضرت بلال کا واقعہ تو مشہور ہے۔

واہ رے اے بلال تیرے کیا کہنے

اُمیہ ان کو جلتی بالوں پر لٹاتا ہے اور پتھر کی چٹان سینہ پر رکھ دیتا ہے کہ حرکت نہ کرنے پائیں۔ اور کہتا ہے کہ اے بلال اگر تو مصیبتوں سے نجات چاہتا ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کر دے۔ ورنہ یوں ہی تو مر جائے گا۔ ہم تجھ پر بالکل رحم نہیں کریں گے۔ بھلا ان پروانوں کو ان ظالم و سفاک قریش سے رحم کی امید ہی کب تھی۔ حضرت بلال جواب میں احد احد کا نعرہ بلند کرتے۔ اب حضرت بلالؓ کے گلے میں رسی ڈالکر گھسیٹتے پھرتے ہیں۔ لونڈے ان کو کبھی شہر کے اس سرے اور کبھی اس سرے گھسیٹتے لے جاتے ہیں۔ لیکن کیا ہوا بلال پھر گئے۔ قطعاً نہیں۔ بلکہ وہی جواب ہے۔ احد، احد۔ بالآخر یہی بلال جو مسجدِ نبوی کے موذن کے طور پر مشہور ہوتے۔

ناظرین آپ نے دیکھا کہ:

یہ تمام مظالم، یہ جلادانہ بے رحمیاں، یہ عبرت خیز سفاکیاں، ابوجہل کا تشدد ایک بھی مسلمان کو راہِ حق سے متزلزل نہ کر سکیں۔

رضی اللہ عنہم و رضو عنہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

# احسان کی مختلف صورتیں اور تقاضے

قاسم رضوان اسعد

## احسان کے بدلے احسان کرنا

نیکی کا عوض نیکی سے دینا اسلام کا ایک زرّیں اصول ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ "احسان کا بدلہ احسان کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔" اس کے پیشِ نظر انسان کو بھی چاہئے کہ اپنے محسنوں کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک کرتا رہے اور جہاں تک ہو سکے احسان کی روش اختیار رکھے۔ مقصد صرف یہی نہیں ہونا چاہیئے کہ دوسرے کا احسان چکاتے وقت برابر کا ہی معاملہ کیا جائے بلکہ اس سے بڑھ کر نیکی میں آگے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب آپ پر کسی جنس کا قرض ہوتا تو بہتر جنس سے اسے اتارتے۔ بلکہ بسا اوقات اس سے زائد بھی عطا فرماتے۔ دنیا میں انسان کے سب سے بڑے محسن والدین ہیں۔ اولاد پر ان کے اس قدر احسانات ہیں کہ ان کا حق ادا کرنا ہی ناممکن ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں بار بار والدین کے ساتھ حسن سلوک اور بہتر معاملے کا تاکیدی حکم آتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ ارشاد ربانی ہوتا ہے۔ "اور ہم نے پابند کر دیا انسان کو والدین کے ساتھ احسان (حسن سلوک) کے ساتھ رہنا۔"

## ایثار سے کام لینا

معنیٰ ایثار کا یہ ہے کہ دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھا جائے۔ انسان خود بھوکا رہے مگر دوسروں کو کھلائے، خود تکلیف اٹھائے مگر دوسروں کو آرام دے۔ خود حاجت مند رہے لیکن دوسرے کی حاجت پوری کرے۔ جو شخص اپنے فائدے کو نظر انداز کر کے دوسرے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچاتا ہے یا اپنا نفع چھوڑ کر قوم کا نفع اور بھلا چاہتا ہے اس کے محسن ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے مال اور جان کسے عزیز نہیں، ان دونوں کو فی سبیل اللہ ملک و ملت کی خاطر بغیر کسی لالچ اور طمع کے قربان کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔ قرآن مجید نے اس سلسلے میں کتنے پیارے انداز میں اپنے پیروؤں کو یوں احسان کی تعلیم دی ہے۔ کہ "تم اس وقت تک حقیقی نیکی ہرگز حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے خرچ نہ کرو گے۔"

ایک دوسرے موقع پر ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔ کہ "بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور انہوں نے اپنے اموال و انفس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد اور سعی و جہد کی ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا اجر و ثواب ہے اور وہی فوز و فلاح کے حامل ہوں گے (دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی)۔"

ایک دفعہ کسی معرکے کے دوران چند مسلمان میدان جنگ میں زخمی حالت میں پڑے تھے۔ ان میں سے ایک صاحب کو پیاس محسوس ہوئی اور انہوں نے پانی مانگا۔ پانی پلانے والے جب ان کے پاس پانی لے کر پہنچے ہی تھے کہ کسی دوسرے زخمی نے

پانی طلب کیا اس زخمی نے انہیں کہا کہ پہلے دوسرے زخمی کو یہ پانی دے آؤ۔ پانی پلانے والا جب اس زخمی کے پاس پہنچا تو اسی اثناء میں تیسرے زخمی نے پانی کی آواز دی ان کی آواز سن کر دوسرے زخمی نے پانی پینے سے انکار کر دیا۔ اور تیسرے کے پاس پانی لے جانے کو کہا۔ غرضیکہ اس طرح سات آدمیوں نے یکے بعد دیگرے پانی طلب کیا اور پلانے والا ان کے پاس پانی لے جاتا رہا۔ جب آخری صاحب کے پاس پانی پلانے والا پہنچا تو وہ اس دارِ فانی سے رخصت ہو چکے تھے۔ اس نے پہلے کی طرف رُخ کیا تو وہ بھی یہاں سے کوچ فرما چکے تھے، اسی طرح وہ الٹی ترتیب سے یکے بعد دیگرے ساتوں اصحاب کے پاس پہنچے تو وہ سبھی جام شہادت نوش فرما چکے تھے اور پانی جوں کا توں ہی تھا۔

## کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا

بعض اوقات انسان کسی مصیبت یا آفت میں پھنس جاتا ہے تو دوسرے اس سے ہمدردی یا غمخواری کرنے کے بجائے الٹا اس کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ رشوت خور حاکم اور سود خور ساہوکار اسلام کی نظر میں اسی لئے بدترین سزا کے مستحق ہیں کہ وہ دوسروں کی مجبوری اور بے کسی سے بجائے ہمدردی کے ناجائز منفعت حاصل کرتے ہیں۔ اسلام سے پیشتر عرب میں سود خواری نے لوگوں کو اس قدر بے رحم اور سنگدل بنا رکھا تھا کہ جو لوگ اپنا قرض ادا نہیں کر سکتے تھے انہیں غلاموں کی طرح فروخت کر دیا جاتا تھا۔ اور اس قیمت سے مہاجن اپنا قرض وصول کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اپنے پیروکاروں کو قرض کے معاملے میں قرض داروں پر تخفیف اور احسان کرنے کی مختلف صورتیں بتائیں۔ مثلاً بوقتِ ضرورت حاجت مند کو قرضِ حسنہ دینا۔ قرض کی واپسی کا انسانیت اور شرافت سے مطالبہ کرنا۔ تنگدست مقروضوں کو مہلت دینا اور جو بیچارے بالکل ہی معذور اور تہی دست ہوں انہیں قرض معاف تک کر دینا وغیرہ۔ نہ صرف قرض بلکہ ہر تکلیف اور مصیبت کے موقعہ پر اسلام کی تعلیم اور تلقین یہی ہے کہ بغیر کسی نفع اور لالچ کے اپنے حاجت مند اور ضرورتمند مسلمان بھائی کی مدد کی جائے اور اسے مصیبت سے نجات دلائی جائے۔ قرآن پاک اور احادیث میں بھی اس سلسلے میں کافی توجہ دلائی گئی اور اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ بلکہ زکوٰۃ کا ایک مصرف ہی قرضداروں کو ان کے قرض سے نجات دلانے میں مدد دینا ہے اسی طرح حدیث میں ہے کہ اگر قرضدار تم سے قرض ادا کرنے میں (مزید) مہلت طلب کرے تو اسے مہلت دیتے جاؤ اسی طرح معاشرے میں بعض تجار اس نیت سے غلہ اور دیگر اشیائے ضرورت ذخیرہ کر لیتے ہیں کہ مہنگائی بڑھنے پر انہیں فروخت کریں گے۔ ایسے لوگوں کو بتلائے مصیبت کرنے اور ان کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے والے ذخیرہ اندوزوں کو بھی عذابِ جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

## بے مروّت اور بدخواہوں سے چشم پوشی کرنا

بعض لوگوں کا نظریہ یہ ہوتا ہے کہ جس طرح کا کوئی ان کے ساتھ سلوک کرے، وہ بھی اس کا ویسا ہی بدلہ چکاتے ہیں ان کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ اگر لوگ احسان کریں گے تو ہم بھی وہی روش اختیار کریں گے۔ اور اگر وہ ظلم کرتے ہیں تو پھر ہم بھی ظلم کئے بغیر نہیں رہیں گے۔ اس اصول کو فی نفسہٖ تو شاید غلط نہ کہا جائے لیکن یہ حضور کریمؐ کی اعلیٰ اخلاقی تعلیم اور اسوۂ حسنہ

سے مطابقت نہیں رکھتا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر حضورؐ کا صحابہ کرامؓ سے ارشاد ہے کہ "اس بات پر پختہ ہو جاؤ کہ اگر دوسرے احسان کریں تو تم احسان کروگے ہی، لیکن اگر وہ برائی بھی کریں تو تم ظلم (کا رویہ) اختیار نہ کرو۔"

اسی طرح ایک دوسرے وقت کسی صحابیؓ نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اگر میں کسی شخص کے پاس جاتا ہوں اور وہ میری مہمانی نہیں کرتا۔ تو کیا جب وہ میرے ہاں آئے تو میں اس کی بدخلقی کا بدلہ ویسا ہی دوں؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں! تم اس کی مہمانی (ہی) کرو۔

اسلام کی یہ اخلاق تعلیم صرف بے مروت اور بے فیض لوگوں تک ہی محدود نہیں بلکہ ضرر اور تکلیف پہنچانے والوں سے بھی جہاں تک ممکن ہو سکے حسن سلوک کی ہی ہدایت کی گئی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کفارِ مکہ نے کیسے کیسے ظلم و ستم ڈھائے لیکن اس کے باوجود آپ نے فتح مکہ کے موقعہ پہ نہ صرف انہیں معاف فرما دیا بلکہ بعد میں ان کے ساتھ احسان کا سلوک بھی کیا۔ اور وہ دل جو تلوار کی نوک سے مطیع نہ ہو سکے تھے مروت و احسان کی شمشیر سے یکدم گھائل ہو گئے۔

## قتل یا ذبح میں احسان سے کام لینا

اسلام سے پیشتر اہلِ عرب جوشِ غضب میں اپنے دشمنوں کو بڑی بے رحمی اور بے دردی سے قتل کر دیا کرتے تھے۔ بعض اوقات دشمن کو درخت سے باندھ کر ان پر تیر اندازی کی مشق کرتے اور کبھی ایک ایک کرکے تڑپاتے ہوئے ان کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کاٹ ڈالتے وغیرہ۔ اسلام نے سختی سے اس قسم کے طریقۂ قتل کی ممانعت کر دی۔ اور ایک ہی وار سے قتل کرنے کی تلقین کی۔ ایک بار حضورؐ نے حکم دیا کہ اگر قریش کے فلاں فلاں دو کافر ملیں تو انہیں جلا دیا جائے پھر فرمایا کہ نہیں صرف قتل کرنا، کیونکہ آگ کا عذاب دینا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اسلام میں رحمدلی اور احسان کی یہ تعلیم صرف انسانوں تک ہی محدود نہیں بلکہ اس میں بے زبان حیوان بھی شامل ہیں۔ چنانچہ فرمان نبویؐ ہے کہ "جب تم کسی جانور کو ذبح کرنے لگو تو اس سے پیشتر اپنی چھری خوب تیز کر لو تاکہ ذبیحہ کو زیادہ تکلیف نہ ہو"۔ جانوروں پہ ان کی حد اور ہمت سے زیادہ بوجھ ڈالنا —— اور اسی طرح کے دوسرے کام بھی اسی ذیل میں آجاتے ہیں۔

---

## احسان کرکے نہ جتلانا

تمام اعمال کا دارومدار اسلام میں نیت پر ہے۔ اس لئے صرف وہی احسان سودمند ہو سکتا ہے جس کے پیچھے محض نیک نیتی خلوص اور اللہ کی رضا شامل ہو۔ کسی قسم کے دکھاوے یا ذاتی منفعت کا شائبہ بھی اس میں نہ آنے پائے۔ اردو زبان کا مشہور محاورہ ہے کہ نیکی کر دریا میں ڈال۔ اس کا بھی مطلب یہی ہے کہ جب کسی کے ساتھ کوئی بھلائی یا احسان کیا جائے تو متعلقہ شخص سے نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ سے اس کے اجر و ثواب کی توقع رکھی جائے۔ بعض کم ظرف لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ احسان کرنے کے بعد بار بار جتلاتے رہتے ہیں جس سے احسانمند شخص کی عزت و غیرت دوسروں کے سامنے خاک میں مل جاتی ہے۔ اور اس کا دل شرمندگی محسوس کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے گھٹیا اور ہیچ انسان ہرگز پسند نہیں ہیں کیونکہ وہ ریاکار ہیں جو صرف دوسروں کے دکھاوے کے لئے نیکی اور بھلائی کا کام کرتے ہیں اور ان ہی سے اپنا اجر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ثواب آخرت کی بالکل

امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ قرآن پاک نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہدایت کی ہے، کہ "اے ایمان والو! اپنی خیرات و صدقات کو احسان جتلا کر اور (قولی و فعلی) اذیت دے کر ضائع نہ کرو۔"

ویسے بھی اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ نیکی اور بھلائی جتلانا کسی صورت میں بھی ہمارے لیے زیبا نہیں۔ کیونکہ در اصل ہماری دولت و طاقت سب اللہ کی بخشی ہوئی ہے۔ اب اگر ہم کسی حاجتمند کی مالی مدد کرتے ہیں تو ساتھ ہی یہ حقیقت بھی ہمارے سامنے رہنی چاہیئے کہ یہ روپیہ پیسہ ہمارے پاس اللہ کی ایک امانت ہے۔ جو کہ ہم نے اسی کے ایک بندے کے حوالے کر دی اور یہ اسی ذاتِ حق کی مہربانی ہے کہ اس نے ہمیں بھلائی اور احسان کی توفیق عطا فرمائی۔

## احسان کے فوائد

۱۔ ذاتی مقبولیت: یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے کہ احسان میں چونکہ محسن کی طرف سے دوسرے شخص کو اس کے حق سے زیادہ عطیہ ملتا ہے۔ اس لیئے اس کے دل میں بھی احسان کرنے والے کے لیئے محبت اور کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ دوست تو دوست، دشمن بھی ایسے شخص سے محبت کرنے لگتے ہیں اور وہ بہت جلد لوگوں میں مقبول عام بن جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے، کہ "نیکی اور بدی برابر نہیں ہیں، برائی کی مدافعت نیک برتاؤ سے کرو۔ تو اس طرح ایسا شخص جس کے ساتھ تمہاری دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ کوئی ولی دوست ہوتا ہے۔"

اسی سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث آتی ہے کہ ایک دفعہ کسی صحابیؓ نے آپؐ سے پوچھا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے کہ جس سے لوگ مجھ سے محبت کرنے لگیں۔ تو حضورؐ کا ارشاد ہوا کہ "جو کچھ لوگوں کے پاس ہے تو اس سے بے نیاز ہو جا، لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔" اس کا معنٰی یہ بھی ہے کہ نیکی اور بھلائی کر کے انسان دوسروں سے کسی قسم کے اجر کی بھی توقع نہ رکھے تو ان کے دلوں میں بھی اس کی وقعت اور محبت بڑھے گی۔

محمد بن قاسم فاتح سندھ کے متعلق روایت ہے کہ اموی خلیفہ سلیمان کے دور میں قبیلے سے دشمنی کی بناء پر اسے سندھ سے واپس بلا کر قید میں ڈال دیا گیا، جہاں اس کی موت بھی واقع ہو گئی۔ اہل سندھ اختلاف مذہب کے باوجود اس کی نیکی اور حسن سلوک سے اتنے متاثر ہوئے تھے کہ انہوں نے کیرج کے مقام پہ اس کا بت بنا کر اس کی پوجا اور پرستش شروع کر دی۔ گویا قلبی اور پُرخلوص احسان کا عمل اپنا مقام پیدا کیئے بغیر نہیں رہتا۔

ب۔ اصلاح معاشرہ: احسان سے باہمی الفت و محبت کا جذبہ ترقی کرتا ہے، معاشرے میں امن و آشتی کا دور دورہ ہوتا ہے اور فتنہ و فساد کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ کسی کو لڑائی جھگڑے اور باہمی چھیڑ چھاڑ کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ اور لوگ تخریبی کاروائیوں کی بجائے اپنی توجہ اور طاقت تعمیری مشاغل میں صرف کرتے ہیں۔ چونکہ مختلف جماعتوں میں ہر مذہب و ملت کے لوگ ہوتے ہیں اس لیے اسلام کا فیصلہ ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے عام صدقات غیر مسلموں کو بھی دیئے جا سکتے ہیں تاکہ وہ بھی محتاجی اور حاجتمندی سے بچ کر امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔ اور یوں پوری فضا شفقت و ہمدردی اور رحم و کرم سے بھر جائے شروع شروع میں اختلاف مذہب کی وجہ سے جب صحابہ کرامؓ محتاج غیر مسلموں کی مدد سے گریز کرنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ان کو راہ ہدایت

(باقی ۲۵ پر)

# امام مظلوم سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

تحریر: محمد عزیز الرحمان خورشید

◎ میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں (فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم، عن عائشہ رضی اللہ عنہا)

◎ عثمان رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ جنّت مول لی ہے ایک مرتبہ بئر رومہ خرید کر، اور دوسری مرتبہ لشکر عسرہ کے لیے جنگ کا ساز و سامان خرید کر (فرمان رسولؐ عن ابی ہریرہ رضؓ)

◎ میرے صحابہؓ میں سے عثمان رضی اللہ عنہ بلحاظ اخلاق مجھ سے بہت مشابہ ہیں۔ (فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

◎ واللہ عثمانؓ ہم سے بہتر، ہم سے زیادہ نیک اور ہم سب میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

◎ رب کعبہ کی قسم نسب کے لحاظ سے وہ ایک اونچے خاندان کے بہترین فرد تھے۔ عزیزوں دوستوں کی ہمدردی اور دست گیری میں ان کا مقام اچھے اچھے پاک باطن افراد سے بلند تھا۔ جہاد کے لیے مالی اور جانی قربانی دیتے، دن رات مفید اور نتیجہ خیز باتوں کی سوچ میں ڈوبے رہتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کے شوہر ہونے کا فخر انہیں کو حاصل تھا۔ جو ان کو برا کہے خدا اس کو قیامت تک شرمسار رکھے۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما)

اس آسمان کے نیچے جو ظلم ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ کو ہوا اس کی نظیر چشم فلک نے نہیں دیکھی کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی دو بیٹیوں کے شوہر، آپ کے مقدس صحابی، مسلمانوں کے خلیفہ ثالث، دنیائے اسلام کے سب سے بڑے حکمران کو ۸۲ برس کی عمر میں نہایت سفاکی سے شہید کیا گیا جب کہ وہ روزے سے تھے اور قرآن عزیز کی آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ان کی ورد زبان تھی۔

تاریخ اسلام کا یہ پہلا اور آخری واقعہ ہے کہ اتنا بڑا مسلمان حاکم، جو شرم و حیا کا پتلا، جو دوسخا کا منبع، کریم النفس اور حلیم الطبع کہ جس نے عفو و کرم کا بے پناہ مظاہرہ کیا۔ اس پر جھوٹے الزام لگائے گئے لیکن اس نے صبر کیا اس پر بار بار یورشیں کی گئیں مگر اس نے درگزر کیا۔ بظاہر کلمہ گو لوگ اس پر حملہ آور ہوتے مگر اس نے اپنے پیروکاروں کو خاموش رہنے کی تلقین کی۔

○ وہ جس کے نکاح میں خدا کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں (حضرت رقیہؓ اور ام کلثومؓ) یکے بعد دیگرے آئیں اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی کا انتقال ہوا تو بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ، آپؐ نے صحابہؓ کو فرمایا کہ میرے گھر میں اگر چالیس لڑکیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان کا نکاح حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) سے کر دیتا۔ اسی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہا گیا۔

○ وہ کہ جس نے بیس ہزار درہم کی گرانقدر رقم اپنی جیب سے خرچ کر کے اہل مدینہ کے لیے میٹھے پانی کا کنواں (بیئر رومہ) خرید کر وقف کر دیا۔

○ وہ کہ جس نے اپنا ذاتی زرکثیر خرچ کر کے مسجد نبوی کی توسیع کروائی۔

○ وہ کہ جس نے غزوۂ تبوک کی تیاری کے موقع پر تیس ہزار دینار اور تین سو اونٹ مع ساز و سامان خدمت نبوی میں پیش کیے۔

○ وہ جس کے لیے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر چودہ سو صحابہؓ سے بیعت لی اور اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا۔

○ وہ کہ جس کو خدا کے آخری پیغمبرؐ نے بار بار جنت کا مژدہ جانفزا سنایا۔

○ وہ کہ جس کو امتِ محمدیہؐ میں دو مرتبہ مع اہل و عیال کے راہِ خدا میں ہجرت کا شرف حاصل ہوا

○ وہ کہ جس کو متعدد غزوات میں آپؐ کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا

○ وہ کہ جس کے دور میں فتوحات کا

کا دائرہ افریقہ کے ریگزاروں تک وسیع ہوا۔ دورِ عثمانیؓ کی فتوحات سے متاثر ہو کر ڈاکٹر اقبال مرحوم نے لکھا ہے :-

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
اور کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

○ وہ کہ جس کے دورِ خلافت میں اہلِ اسلام نے بحری بیڑہ ایجاد کیا اور دشمنانِ اسلام سے بحری جنگ لڑی۔

نام : عثمانؓ، کنیت : ابو عبداللہ اور ابو عمرو، لقب : ذوالنورین، والد کا نام : عفان، قبیلہ : بنو امیہ کے ممتاز فرد۔ پانچویں پشت پر آپ کا سلسلہ نسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

واقعہ فیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے بارہ سال خلافت کی، ۳۵ھ میں مدینہ منورہ میں باغیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ ہمیشہ بارگاہِ خداوندی میں یہ دعا کرتے۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ سَعِیْدًا وَّاَمِتْنِیْ شَھِیْدًا۔

اے اللہ مجھے سعادت کی زندگی اور شہادت کی موت سے سرفراز فرمانا۔

سید امین گیلانی نے آپ کی عظمت کا خوب نقشہ کھینچا ہے :-

تو پیکر ایمان ہے، اے جامع قرآن
کوتاہ نظر کو نظر آئے نہ تیری شان
جو اہلِ نظر ہیں انہیں معلوم ہے لیکن
شاہد تیرے اعزاز پر ہے بیعتِ رضوان



# ایک ضروری فتویٰ

اولاد کو جائیداد سے عاق کرنے کے اعلانات آج کل بکثرت اخبارات میں نظر آتے ہیں ـــــ اور اب یہ وبا اتنی عام ہو گئی ہے کہ اچھے بھلے دیندار لوگ بھی اس میں ملوث ہو رہے ہیں ـــــ شرعاً اس کی کیا پوزیشن ہے۔ اس غرض سے پاکستان کی معروف دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے دار الافتاء کا فتویٰ معہ سوال پیش خدمت ہے تاکہ بندگانِ خدا اپنی اصلاح کر سکیں (ادارہ)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں ـــــ کہ آج کل عام طور پر اخبارات میں اس قسم کی خبریں نظر سے گذرتی ہیں کہ فلاں شخص نے اپنے بیٹے کو اپنی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد سے محروم کر دیا، عاق کر دیا، اس کے کسی قسم کے لین دین کا میں ذمہ دار نہیں ہوں گا۔

اختلاف عقیدہ کے پیشِ نظر محروم الارث ہونا تو صحیح اور درست ہے، لیکن اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔

بینوا و توجروا

والسلام

حاجی بشیر احمد شیرانوالہ دروازہ، لاہور

## الجواب

واللہ الموفق للصواب

جس وراثت کو شریعت نے میراث کا حق دیا ہے اس کو محروم کر دینے سے وہ محروم نہ ہوگا (مفید الوارثین صلے میں ہے)۔

نافرمان یا بدکار ہونے سے کوئی شخص میراث سے محروم نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک بیٹے نے باپ کی تمام عمر خدمت کی اور مطیع و فرمانبردار رہا اور دوسرا کبھی پاس نہ پھٹکا بلکہ رنج پہنچاتا رہا تو دونوں بیٹے برابر میراث کے مستحق ہوں گے۔ اسی طرح اور کوئی رشتہ دار وارث جو ہمیشہ درپئے آزار و مخالف رہا کو اس ایذا رسانی کی وجہ سے گناہ تو ہوگا لیکن میراث سے محروم نہ ہوگا اگرچہ میت نے زبانی یا تحریری کارروائی سے اس کو عاق و محروم بھی کر دیا ہو۔ تو بھی محروم نہ ہوگا اور نہ عاق کر دینے سے عاق ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہٗ شیر محمد علوی عفی عنہ
خادم دار الافتاء جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور

الجواب صحیح — بندہ ممتاز احمد تھانوی

(مہر دار الافتاء) — ۲۶ ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ

از: حضرۃ مولانا حکیم انیس احمد صدیقی صاحب

# اسلام اور فرقہ بندی

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمان بہت سے فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں حالانکہ یہ بات بادی النظر میں سرسری جائزہ سے اور ظاہری صورت سے معلوم ہوتی ہے ورنہ حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ صورت حال اس کے برعکس ہے اور ملتِ اسلامیہ اجتماعی طور پر ان آیات بینات پر ایمان رکھتی ہے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا۔ (آل عمران ۱۰۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رسی (دین اسلام) کو مضبوطی کے ساتھ پکڑلو اور تفرق پیدا نہ کرو۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا (آل عمران ۱۰۵) ترجمہ: اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو فرقہ بندی میں پڑ گئے اور اختلافات پیدا کر لیے" میں اس دعوے کے ثبوت میں چند دلائل پیش کرتا ہوں۔

اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (مومنون)

ترجمہ: یہ تمہاری امت مسلمہ ایک امت ہے۔

۱۔ ملت اسلامیہ کیا ہے۔ سب ایک زبان ہوکر کلمہ توحید پڑھنا اور ہزاروں نظروں کا ایک منظور نظر ہونا۔

۲۔ اہل حق کا دعویٰ اور دلیل ایک ہے مختلف جسموں میں ظاہری اختلاف کے باوجود سب کا دل ایک ہے۔

۳۔ بے شمار ذرے سورج کی ایک نگاہ سے سب ایک نگاہ ہو گئے تاکہ حق جلوہ گر ہو

۴۔ ایک نگاہ رہنے کو حقیر نہ سمجھ یہ بات یاد رکھ کہ توحید کے جلوہ کا نام دین ہے۔ جیساکہ نماز پنجگانہ اور عیدین و جمعہ اور حج سے ظاہر ہے۔

۵۔ ملت میں جب توحید یعنی وحدت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور امت میں وحدت پیدا ہوتی ہے اس وقت اس کو حکومت اور اقتدار حاصل ہوتا ہے۔

## اسلامی دستور

(۱۵) پاکستان میں اسلامی دستور نافذ کرنے کے لیے دینی حلقوں نے جدوجہد کی۔ اسوقت پاکستان کے تمام مکاتبِ فکر کے نمائندے جمع ہوئے۔ مشرقی اور مغربی پاکستان کے ۳۳ علماء میں سے چند حضرات کے اسم گرامی یہ ہیں:

۱۔ شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ، ۲۔ علامہ سید سلیمان ندوی (۳) مفتی محمد حسنؒ جامعہ اشرفیہ کے بانی (۴) مولانا اطہر علیؒ صدر جمعیۃ علماء اسلام ۵۔ مولانا ظفر احمد عثمانی مرحوم ۶۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی ۷۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ صدر جمعیۃ علماء پاکستان ۸۔ مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری، ۹۔ مولانا محمد داؤد غزنوی صدر جمعیۃ اہلحدیث، ۱۰۔ مفتی جعفر حسین مجتہد ۱۱۔ مفتی کفایت حسین مجتہد ادارہ تحفظ حقوق شیعہ، یہ فہرست ۳۳ علماء کرام پر مشتمل ہے ہم نے مختصراً ہر مکتبہ فکر کے علماء کے نام دیئے ہیں

اکابر علماءِ امت نے متفقہ طور پر ۲۲ نکات پر مشتمل ایک فارمولا مرتب کیا۔ وزیر اعظم دیگر مرکزی وزراء اور ممبران قومی اسمبلی کو پیش کیا اور ثابت کیا کہ تمام مکتبہ فکر کے مسلمان اصولی طور پر سب متفق و متحد ہیں۔

## تحریک نفاذِ شریعت

مسٹر بھٹو کے دور میں پاکستان قومی اتحاد کے جھنڈے کے نیچے تحریک نظام مصطفیٰ اور اسلامی انقلاب کے لیے تمام امتِ مسلمہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد و متفق تھی۔ مولینا مفتی محمودؒ، سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولینا شاہ احمد نورانی، علی غضنفر شیعہ عالم وغیرہ، ایک ہی صف میں نظر آ رہے تھے۔ جب لیڈران کرام جیلوں میں بند تھے اس وقت امت مسلمہ نے جس اتحاد و اتفاق کا عملی ثبوت پیش کیا۔ اور جس طرح اس تحریک کو طلباء، وکلاء علماء، خواتین، تجارت پیشہ حضرات، کارخانہ دار مزدوروں اور عام مسلمانوں نے کامیاب کیا ہے اس کی تعریف کرنا لازم ہے اس کے بعد

اگرچہ بعض قائدین علیحدہ ہو گئے اور امتِ مسلمہ میں تفریق و انتشار کی کوشش کرتے رہے لیکن الحمد للہ اُمتِ مسلمہ اب بھی متحد و متفق ہے۔ اختلاف ہے تو قائدین میں ہے عوام میں نہیں اور اگر عوام میں کچھ غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں تو فرقہ پرست علماء کی پیدا کردہ ہیں و للہ در القائل ؎

جنہیں سمجھا براقِ راہِ عرفاں
چو لام بر داشتم لیڈر بر آمد (اکبر)

## اِختلاف کیا ہے

دیوبندی مسلک کے علماء فقہ حنفی کے پابند ہیں اور آئمہ اربعہ کو اہلسنت والجماعت کے اکابر میں شمار کرتے ہیں۔ روحانی مشرب میں چاروں مشہور سلسلوں سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے وہ اپنے دعوے اور عمل کے مطابق اہلِ سنت والجماعت ہیں۔ بریلوی مسلک کے علماء بھی سنی اور حنفی ہیں۔ چاروں روحانی سلسلوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن قادری سلسلہ کا غلبہ ہے۔ بہرصورت اہلسنت والجماعت ہیں۔ مولانا ابوالحسنات رح خطیب جامع مسجد وزیر خاں لاہور نے جماعت اسلامی کی تربیت گاہ اچھرہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

## اختلاف نہیں ہے

مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں معین طور پر بیان کروں کہ بریلویوں اور دیوبندیوں کے درمیان اساسی عقائد کے اعتبار سے کیا اختلاف ہے میں اعلان کئے دیتا ہوں کہ اساسی (بنیادی) عقائد کے اعتبار سے بریلی کی دینی درسگاہ اور دیوبند کی دینی درسگاہ سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے والوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے دونوں سلسلوں کے علماء کے درمیان بعض علماء کی عبارتوں کے متعلق رائے کا اختلاف ہے۔ بریلوی علماء کے نزدیک دیوبندیوں کی بعض تحریروں کے ظاہری معنی صحیح سمجھنے والا گمراہ ہے۔ دیوبندی ان کی تاویل کرتے ہیں اور قابلِ گرفت نہیں سمجھتے۔ اصول اور اساس میں دیوبندی اور بریلوی سو فیصد متفق ہیں۔ (مسلک اعتدال ۱۳۹ (نوائے وقت لاہور ۱۳ اپریل ۱۹۵۵ء)

## تائید

حضرت شیخ المشائخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

نجات پانے والا فرقہ اہلسنت والجماعت ہے ان کا نام اصحاب حدیث و اہلِ سنت ہے (۷۳ فرقوں کا بیان غنیۃ الطالبین اردو ص۱۴۴)

## بدعتی کون ہے

بدعتی کی پہچان یہ ہے کہ وہ اہلحدیث کی غیبت کرتا ہے۔ اہلسنت کا دوسرا نام اہلحدیث ہے اور بدعتیوں نے جو اپنا نام اہلسنت رکھا ہے وہ ان کے نام سے ملتا ہی نہیں ہے جیسے کہ کفار نے حضورؐ کا نام ساحر و شاعر رکھا تھا (غنیۃ الطالبین اردو ص ۱۳۸، مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور)

## سب ایک ہیں

مذکورہ عبارتوں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ دیوبندی اور بریلوی، دونوں اہلسنت ہیں اور اہلحدیث حضرات بھی بقول غوث الاعظم رح اہلِ سنت ہیں۔

## مزید وضاحت

اکابر علماء دیوبند کی جن عبارتوں سے لفظی اور معنوی تحریف کر کے فتوے دیئے گئے ہیں ان عبارتوں کے مفہوم سے علماء دیوبند نے برات کا اظہار کیا ہے حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رح اور تمام علماء دیوبند کا ایمان و عقیدہ یہ ہے کہ نبیؐ کا گستاخ نہ صرف کافر اور خارج اسلام ہے بلکہ واجب القتل بھی ہے اسی طرح دوسرے مسائل کو سمجھنا چاہیئے۔

## سلفی مسلک کا مطلب

آئمہ اربعہ رح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سو سال بعد اُمت میں مقبول و معروف ہوتے ہیں۔ ان سے پہلے سلف صالحین صحابہ کرامؓ و تابعین رح جن سے ان کو علم حاصل ہوا ان کی پیروی کرتے تھے اور حدیث نبوی سے استناد کرتے تھے یہ امت کے بہترین زمانے کے بہترین لوگ تھے۔ اہل حدیث حضرات ان کے طریقے پر قائم ہیں اور خود کو سلفی مسلک کہتے ہیں۔ حدیث اور سنت ایک ہی چیز ہے اہل حدیث، اہل سنت اور اہلسنت اہلحدیث ہوئے بدعتی ہی اس سے اختلاف کر سکتا ہے۔

## شیعہ، سنی۔ بھائی بھائی

اس کے بعد شیعوں کا معاملہ رہ جاتا ہے شیعہ اور اہلِ سنت والجماعت میں اسلام اور ایمان کی اساس تین چیزوں پر ہے۔ تمام اہلسنت والجماعت اور شیعان علی تسلیم کرتے ہیں اصولِ اسلام تین ہیں، توحید، رسالت

اور قیامت، قرآن شریف میں ہے، مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (جو شخص ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر)، پھر اللہ تعالیٰ اور قیامت کے بتلانے والے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر پر ان دونوں چیزوں کے ساتھ خود بخود ضروری ہُوا۔

توحید، نبوّت، اور معاد (قیامت) اسلام کے تین بنیادی رکن ہیں۔ اگر کوئی شخص ان ارکان میں سے کسی رکن کا منکر ہو تو وہ مُسلم ہے نہ مومن (اصل اصول شیعہ حجۃ الاسلام محمد حسین کاشف الغطار نجف اشرف ص ٦١)

چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ اہلسنت والجماعت نے شیعہ حضرات کو اجماعی طور پر اہل اسلام کا ایک فرقہ تسلیم کیا ہے اور اس لیے ہمارا یہ دعوٰے ناقابلِ تردید ہے کہ شیعہ حضرات امت مسلمہ مرحومہ کا ایک جزو ہیں۔

اصول اسلام میں اتحاد کے بعد خلافت و امامت اور بعض دوسرے مسائل میں اختلافات موجود ہیں جن کو ہم تسلیم کرتے ہیں، لیکن شیعہ حضرات میں ایسے حضرات بھی ہیں جو اہلسنت والجماعت اور شیعوں کو دو آنکھوں کی طرح سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم حضرت مجاہد ملت غازی دین متین علامہ آیت اللہ خمینی دامت برکاتہم سربراہ حکومت ایران اور جسٹس سید امیر علی مرحوم جنھوں نے انگریزی میں تاریخ اسلام لکھی ہے وغیرہ وغیرہ۔

## اُمتِ محمدیؐ اہلسنّت ہے

اہل سنّت والجماعت کوئی فرقہ نہیں ہے اہلسنت عام مسلمانوں کو کہا جاتا ہے جس میں کتاب وسنت کو ماننے والے ہر مکتبہ فکر کے مسلمان شامل ہیں، امت مسلمہ سواد اعظم، اہل سنت ہیں جو تمام دنیاء اسلام میں پھیلے ہُوئے ہیں۔

## زندہ معجزہ

پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا دوسرا کارنامہ نہ بھی ہوتا تو یہی عجیب وغریب معجزانہ کامیابی کہ کسی خاص ملک خاص قوم خاص نسل کے لوگ نہیں بلکہ عام بنی نوع انسان ایک ایسی عظیم الشان طویل الذیل برادری میں شامل ہوگئی کہ جس میں سامی نسل بھی ہے، آریوں کا خون بھی ہے، تاتاری بھی، منگولی بھی، حبشی بھی، سوڈانی بھی، ایشیائی بھی اور افریقی بھی، یورپ کے باشندے بھی اس میں شریک ہوئے اور امریکہ کے لوگ بھی، الغرض کالے، گورے گندمی، بادامی سب رنگ کے آدمی دین یک رنگی کے رشتے میں رنگ گئے آپ کے ذریعے اخوتِ اسلامی کے تعلق اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ میں شامل ہیں اور یہ دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ

## حدیث افتراق اُمّت

اب میں حدیثِ افتراق امّت کے سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں حدیثِ افتراقِ امّت علماء اہل تحقیق کے نزدیک صحیح اور قابلِ تسلیم ہے لیکن حدیث کے مطلب و مصداق میں اکثر حضرات غلطی کرتے ہیں۔

حدیث میں بہتر باطل فرقے اور ایک ناجی جماعت کا ذکر ہے۔ اہلحدیث اس حدیث کو بیان کریں گے تو خود کو ناجی جماعت کا مصداق قرار دیں گے اور بریلوی، دیوبندی، چشتی، نقشبندی، قادری، سہروردی اور شیعوں کو فرق باطلہ میں شمار کریں گے۔ اسی طرح بریلوی حضرات خود کو اہلسنت والجماعت اور ناجی قرار دیں گے اور دوسروں کو فرقہ باطلہ میں شمار کریں گے۔ دیوبندی حضرات جماعتِ ناجیہ کا مصداق خود کو قرار دینگے اور دوسروں کو باطل فرقوں میں شمار کریں گے۔ حالانکہ یہ حدیث کے مطلب و مصداق کے قطعی خلاف ہے۔

- - - - - - - - - - - -

ہے اور تمام عالم اسلام میں موجود ہیں۔ ان میں حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی، چاروں آئمہ کے ماننے والے، بشمول حنفی، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث جو سلفی مسلک رکھتے ہیں، سب بنیادی عقائد میں اتحاد و اتفاق کی بناء پر ایک ہی جماعت کے فرد ہیں، چونکہ فرقہ بنیادی فرق سے بنتا ہے۔

شیعہ حضرات ایران اور عراق میں کثرت سے ہیں۔ دوسرے تمام اسلامی ملکوں میں اہلسنت والجماعت ہیں۔ دوسرے فرقے تقریباً بے نام ونشان ہوگئے ہیں۔

اس تفصیل اور وضاحت سے یہ بات خوب واضح ہوگئی ہے کہ ہمارے ملک میں جو مذہبی فرقے بنے ہوئے ہیں، یہ دراصل مذہبی فرقے نہیں ہیں بلکہ سیاسی فرقے ہیں۔ شرپسند طبائع نے ان کے جزئی اور فروعی اختلافات کو ہوا دے کر مختلف اور متحارب گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ لیکن جن کو دین کی سمجھ ہے، کتاب وسنت کی روشنی سے مستنیر ہیں وہ اتحاد ملت پر یقین رکھتے اور

افتراق امت کو ناجائز اور حرام سمجھتے ہیں اُمّت کے اختلافی مسائل کی حقیقت و حکمت سمجھنے کے لیے "مسلک اعتدال" (طبع دوم) کا مطالعہ فرمائیں۔

اس کتاب میں ناچیز نے پہلے اتحاد و اتفاق کا حکم قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے اس میں صحابہ کرامؓ کے اختلاف کا ذکر اور اس کا رحمت ہونا ثابت کیا ہے پھر اختلاف کی وجہ سے مسلمانوں کو خیرالقرون میں شکست کا واقعہ پیش آیا۔

اہل کتاب کو اتفاق دعوت قرآن مجید سے ثابت کیا ہے کہ توحید پر اتحاد کرنے کا حکم ہے چاروں اماموں کے اختلاف کا مختصر ذکر، اہل حدیث اور شیعہ حضرات کا ذکر، پھر مسلمانوں میں مختلف مسائل مولود، علم غیب، عرس، سماع، فاتحہ، ختم، گیارھویں وغیرہ کا دونوں جماعتوں کے لیے قابل قبول حل حضرت حکیم الامت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ اور حضرت شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے فرمودات کی روشنی میں تحریر کیا ہے اور آخر میں رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ تفسیر و تصویر علماء اہلسنت کے مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والوں کا باہمی تعلق اور خلوص و محبت کے واقعات اور ارشادات نقل کئے ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اے رب کریم تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایک اور نیک کردے۔ اے رب تعالیٰ مسلمانوں کو ایمان و یقین کی دولت سے مالا مال فرما اتحاد و اتفاق سے سرفراز فرما۔

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر اور کھاتہ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

## بقیہ : احادیث الرسولؐ

انہیں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ اور جب ایسی خبریں آئیں جو تشویشناک تھیں تو آپ نے ان کے قصاص کے لئے پوری جماعت سے بیعت لی اور آخر میں اپنے ہی دست مبارک کو دست عثمانؓ قرار دے کر آپ کی غائبانہ بیعت لی۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدا داد دولت کو ہمیشہ اللہ کی امانت سمجھا اور اسے اللہ کی راہ میں اس طرح خرچ کیا کہ نبوت کا چہرہ خوشی و مسرت سے جگمگا اٹھا اور حضور علیہ السلام نے اتنی دعائیں دیں اور ایسی رضامندی کا اعلان کیا کہ کائنات جھومنے لگی۔ مدینہ کے غریب مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ پوری آبادی کے لئے میٹھے پانی کا کنواں زر کثیر سے خرید کر وقف کرنا، جیش عسرہ میں بیش قیمت چندہ دینا، ہر جمعہ ایک غلام آزاد کرنا، مسجد نبوی کی توسیع اور اس جیسے متعدد کام ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ کی سخاوت و دریادلی اور فیاضی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

علاوہ دیگر ارشادات کے حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ سخاوت تو جنت کا درخت ہے اور عثمان اس کی شاخ! جبکہ بخل و کمینگی جہنم کا درخت ہے۔ اور سردار قریش ابوجہل جس نے اسلام دشمنی اور مسلمانوں کی ایذا رسانی میں حد کر دی تھی وہ اس جہنمی درخت کی ٹہنی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے حد و حساب رحمتیں ہوں حضرت عثمان مظلوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کو خائب و خاسر کرے۔ آمین بحرمۃ سیدالمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

بقیہ : حضرت عبداللہ . . . . . .

"اے میرے نفس، اگر تونے یہاں شہادت حاصل نہ کی تب بھی تجھے موت سے دوچار ہونا ہے۔ موت کا یہ حمام جس میں تو داخل ہوا جاتا ہے، یہ وہی چیز ہے جس کی تجھے مدت سے آرزو تھی۔ بس جس چیز کو تونے مدت سے تمنا کی تھی وہ تجھے مل گئی ہے۔ اگر تونے ہمت سے کام لیا تو کامیاب ہو جاتا ہے۔"

آپ بس دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے تمام لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ آگے پیچھے، دائیں بائیں دشمن کی لاشوں کے پشتے لگ گئے۔ یہاں تک کہ آپ نے جام شہادت نوش کیا۔

## عبداللہ بن رواحہؓ مومن کامل

آپ ایمان کے معاملے میں بڑے مخلص اور پختہ تھے۔ مجلسِ ذکر اور دعا سے خاص محبت تھی۔ کہا جاتا ہے کہ جب کبھی کوئی بھی آپ سے ملتا تو آپ کہتے آؤ بیٹھ کر ذرا ایمان کو پختہ کریں۔ وہ صحابی کہتا کہ کیا ہم مومن نہیں ہیں؟ تو آپ فرماتے میرا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کریں تاکہ ہمارا ایمان مزید بڑھ جائے۔ ایک صحابی حضرت عبداللہ کے اس رویہ پر بہت سخت غضبناک ہو گئے اور آنحضرتؐ نے فرمایا "اللہ ابن رواحہ پر رحمت فرمائے بے شک وہ ان مجالس سے محبت کرتے ہیں جہاں پر فخر کرتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا

"اللہ تعالےٰ میرے بھائی عبداللہ بن رواحہ پر رحم فرمائے۔ سفر میں جہاں کہیں نماز کا وقت آجاتا اپنی اونٹنی کو بٹھا دیتے اور نماز ادا فرماتے۔ ابی درداءؓ کی ایک روایت میں ہے کہ سفر کے دوران شدت کی گرمی سے لوگ اپنے ہاتھوں سے گرمی بچایا کرتے تو ایسے وقت میں صحابہ میں صرف آنحضرتؐ اور عبداللہ بن رواحہ روزوں سے ہوتے۔ آپ کی شہادت کے بعد آپ کی زوجہ نے ایک دوسرے صحابی سے نکاح کر لیا۔ ان سے جب عبداللہ بن رواحہ کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ عبداللہ جب گھر سے نکلتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے۔ اللہ و رسولؐ کی اطاعت میں ہر وقت سرشار رہتے۔ ایک دفعہ آپؓ حضورؐ سے ملاقات کے لیے مسجد روانہ ہوئے تو وہاں آپؐ خطبہ فرما رہے تھے۔ آپؐ نے اسی دوران فرمایا کہ لوگو! بیٹھ جاؤ تو آپؓ ابھی مسجد سے باہر تھے یہ سنتے ہی بیٹھ گئے۔ حضورؐ آپ سے بہت محبت فرماتے۔ ان کے گھر بھی تشریف لے جاتے۔ آنحضرتؐ نے آپؓ کو اپنی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دی عبداللہ بن رواحہؓ سے کبھی نفل نماز قضا نہیں ہوئی۔

## حضرت عبداللہ بن رواحہؓ شاعرِ رسولؐ

آپؓ کو شاعرِ اسلام ہونے کا شرف حاصل ہے آپؓ کے دو شاعروں کعب بن مالکؓ اور حسان بن ثابتؓ کے ساتھ تیسرا نمبر آپؓ کا ہے۔ یہ تینوں حضرات اپنے اشعار کے ذریعے اسلام کا دفاع کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ حسان بن ثابت، کعب بن مالکؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار شعر نہیں بلکہ سراسر حکمت و دانائی ہے۔ خندق میں شکست کھانے کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد مشرکین ہم سے لڑ تو نہ سکیں گے لیکن تمہیں ان سے صرف جہاد رہنا ہے اور تم ان سے بڑی تکلیف دہ باتیں سنتے رہو گے اور وہ تمہاری ہجو بھی کرتے رہیں گے۔ تم میں سے کون ہے جو کفار کی زبانی ایذا رسانی سے محفوظ کرنے کا عزم کرتا ہے؟ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ یہ کام میں کروں گا۔

حضرت ابن رواحہؓ کے اس جواب پر آنحضرتؐ نے فرمایا بلاشبہ تیرے اشعار بہت خوبصورت ہیں۔

# تعارف و تبصرہ کتب

**تبصرہ کے لیے کتاب کی دو جلدیں بھیجنا ضروری ہیں (ایڈیٹر)**

## منہاج السنن

تصنیف: مولانا محمد فرید صاحب

قیمت: ________

ملنے کا پتہ: موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ضلع پشاور

ملک کی معروف دینی درسگاہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شعبہ تصنیف کی یہ دسویں کتاب ہے جو اس وقت زیر تبصرہ ہے اس کتاب کے مصنف دارالعلوم کے ایک فاضل مدرس اور مفتی مولانا محمد فرید صاحب ہیں جو اسلامی علوم کے ماہر استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بالغ نظر مفتی ہیں۔ آپ نے حدیث کی معروف و متداول کتاب ترمذی شریف کی عربی شرح کا بیڑا اٹھایا ہے جس کی یہ پہلی جلد ہے کتاب کے تین سو سے زائد صفحات ہیں اور اس میں ایک بسوط مقدمہ کے علاوہ کتاب الطہارۃ کے ابواب پر فاضل مصنف کے نگارشات شامل ہیں۔ مقدمہ میں مصنف علامہ نے حدیث سے متعلق ضروری تفصیلات فراہم کی ہیں جو طلباء کے لیے بڑی نافع ہیں اس کے بعد کتاب کی جو حالت ہے، اس سے متعلق حضرت مولانا عبدالحق صاحب اور حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی جیسے یگانہ روزگار بزرگوں کی رائے بڑی ہے مولانا عبدالحق نے فرمایا ہے کہ فاضل مصنف نے حدیثی اور فقہی مباحث کو متقدمین اور متاخرین کی شروحات سے ملخص کرکے پیش کیا ہے اور خاص طور پر اپنے اکابر اور ہمعصر شیوخ کے افادات کو منضبط کیا ہے ـــــ اور مولانا افغانی نے لکھا ہے کہ یہ ایسی شرح ہے جو نہ تو ایسی مختصر ہے کہ کچھ پلے نہ پڑے نہ ایسی طوالت ہے کہ آدمی اکتا جائے اور اسمیں نہ افراط ہے نہ تفریط۔ ترمذی کے درس کے لیے بڑی ہی نافع ہے ـــــ ان حضرات کے ارشادات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ مصنف علامہ نے بڑی خوبی سے یہ شرح مرتب کی ہے تاکہ محنتی طلباء اور اساتذہ بھی فائدہ حاصل کرسکیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو جلد مکمل کرائیں۔ عربی زبان کا یہ نادر گنجینہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ سے دستیاب ہے

## امراضِ معاشرہ

یہ مختصر پمفلٹ ہے جو محترم حکیم عبدالرشید ارشد صاحب نے بڑی محنت اور سلیقہ سے مرتب کیا ہے۔ اس میں تبلیغی نقطۂ نظر سے ان مسائل پر شستہ انداز سے گفتگو کی گئی ہے۔ جن کے معاملہ میں ملت بے راہ روی کا شکار مثلاً چغل خوری، غیبت، جھوٹ، حسد، جھوٹی گواہی، جاسوسی، حرام کمائی وغیرہ مسلمان بالعموم ان خرابیوں کا شکار ہیں۔ اور انجام سے غافل ـــــ حکیم عبدالرشید صاحب ارشد نے قرآن و حدیث کی روشنی میں انجام سے باخبر کیا ہے۔ رحمانیہ دواخانہ گلی نمبر ۸ موہنی روڈ لاہور سے مفت یہ کتابچہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

## بقیہ: احسان

پہ لانا تمہارے اختیار کی بات نہیں۔ لیکن اللہ جسے چاہتا ہے راہ (راست) پر لے آتا ہے۔ اور تم جو مال خرچ کرتے ہو وہ بھی تمہارے ہی بھلے کے لئے ہے۔ اس کا معنیٰ یہی ہے کہ تمہاری نیکی اور احسان کا ثواب بہرحال تمہیں ملے گا۔ اسی طرح مشرک اور کافر والدین سے بھی قرآن پاک میں حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔

## اجرِ آخرت

اللہ کے ہاں احسان کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ اس کی عبادت جی لگا کر کی جائے یا اس کے بندوں سے حسن سلوک اور بھلائی کا رویہ

اختیار کیا جائے تو وہ ذات اس کا اجر دونوں جہانوں میں دیتی ہے۔ قرآن مجید میں جا بجا احسان کرنے والوں کی تعریف، ان کو اللہ کی محبت، بلند مراتب اور اجر و ثواب کی خوشخبری دی گئی ہے۔ مثلاً ایک مقام پر ارشاد ہوا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ محسنین کو محبوب رکھتا ہے۔" دوسری جگہ فرمایا گیا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔" تیسرے مقام پر یوں تعریف کی گئی کہ "اور اس شخص سے بڑھ کر بہتر کس کا طریق زندگی ہو سکتا ہے کہ جس نے اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور احسان کا رویہ اپنائے رکھا۔

---

**تعارف و خدمات:**

از پروفیسر محمد حسین آزاد گھوڑا گلی کالج مری۔

# حضرت عبد اللہ بن رواحہ انصاری الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

## ایک عظیم صحابی، جانثار مجاہد اور بے مثل شاعر اسلام

والد کا نام رواحہ، والدہ کا نام کبشہ بن واقد، کنیت: ابو محمد، ابو عمرو، الغالب ایسی مختلف کنیتوں سے مشہور تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ بہن کا نام عمرہ بنت رواحہ ہے جو کہ مشہور صحابی نعمان بن بشیرؓ کی والدہ ہیں۔

### حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور رفاقت نبویؐ

حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ سایہ کی طرح آپؐ کیساتھ رہتے تھے۔ عقبہ کے مقام پر جن ستر انصار نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی، آپ ان کے سرخیل تھے معرکہائے بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر اور عمرۃ القضاۃ میں آپؐ کے ساتھ برابر شامل رہے۔

### بدر کی فتح کی خوشخبری دینے کے لیے حضرت عبد اللہ کا انتخاب

معرکۂ بدر میں اللہ کریم نے اپنے نبیؐ کو فتح عطا کی تو اہل مدینہ کو فتح کی خوشخبری دینے کے لیے آپؐ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ کو مدینہ کی طرف روانہ کیا اہل مدینہ کو فتح کی خوشخبری سنا دیں آپؓ نے سب سے پہلے لوگوں کو آنحضرت صلعم کی سلامتی کی خبر سنائی اور پھر فتح کا مژدہ سنایا۔

### معرکۂ بدر کا آغاز حضرت عبد اللہ سے ہوا

معرکۂ بدر میں کفار کی طرف سے عتبہ اور شیبہ ابن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نے جب مسلمانوں کو مقابلے کے لیے للکارا تو ان کے مقابلے میں آپؐ نے تین انصار کو مقابلہ کے لیے بھیجا، ان میں حضرت عبد اللہ سرفہرست تھے لیکن مشرکین نے انصار کی بجائے مہاجرین کو مقابلے کی دعوت دی جس پر آپؐ نے انصار کو واپس بلا کر مقابلہ کے لیے حضرت حمزہؓ، عبیدہؓ اور حضرت علیؓ کو منتخب فرمایا۔

### معرکۂ اُحد

اس غزوہ میں حضرت عبد اللہ نے بڑی شجاعت اور مردانگی کا مظاہرہ کیا اس کے علاوہ شہداء احد، بالخصوص حضرت حمزہ کی شہادت پر جگر پگھلا دینے والے اشعار کہے۔

### بدر موعد کا معرکہ

اس موقع پر آنحضرت صلعم بنفس نفیس ۱۵ سو مجاہدین کو لے کر ابوسفیان کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے اور اپنے پیچھے حضرت عبد اللہ کو مدینہ کا امیر مقرر فرمایا۔ یہ بہت بڑا اعزاز تھا جو کہ آپؓ کو حاصل ہوا۔

**معرکۂ خندق:** غزوہ خندق کے موقع پر آپؓ نے

مشہور مجاہد صحابی بشیر بن نعمان کے ساتھ مل کر خندق کی کھدائی میں حصہ لیا اور بڑے صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا۔

## اُسیر بن زرام یہودی کا خاتمہ

اُسیر بن زرام یہودی غنڈوں کا سرغنہ اور بڑا سرکش تھا۔ یہ ایک مضبوط گروہ کے ساتھ ایک قلعے میں رہتا تھا اور کسی شخص کو اس قلعے کی طرف رخ کرنے کی جراءت نہ ہوتی تھی۔ یہ یہودی آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمے بر سر عام کہتا تھا اور اسلام کی تضحیک کرتا تھا جب اس کی گستاخی حد سے بڑھنے لگی تو آپ نے اس کے خاتمے کے لیے فدا کاروں (کمانڈوز) پر مشتمل ایک دستہ ترتیب دیا اور اس دستے کی کمانڈ حضرت عبداللہ کے سپرد فرمائی۔ حضرت عبداللہ ایک خاص ترکیب اور بہانے سے قلعہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ گھمسان کا رن پڑا۔ آپؓ نے اُسیر یہودی کو جہنم واصل کیا مگر اس معرکہ میں آپؓ کے سر پر شدید زخم آئے۔ آپﷺ نے ان کے سر پر دم فرمایا اور صحت کی دعا فرمائی جس سے آپؓ کی تمام تکلیف رفع ہو گئی۔

## خیبر کی آمدن پر بطور نگران آفیسر

اُسیر یہودی کے خاتمہ کے بعد آپﷺ نے آپؓ کو پھلوں اور آمدن کی پیمائش کرنے پر مقرر فرمایا۔

## معرکۂ موتہ اور حضرت عبداللہ کی شہادت

شام میں رومیوں کے خلاف لڑنے کے لیے آپﷺ نے تین ہزار مجاہدین پر مشتمل لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور زید بن حارثؓ کو جھنڈا عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو پھر جعفر بن طیار لشکر کی کمانڈ فرمائیں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ عساکر کی قیادت فرمائیں گے۔

## حضرت عبداللہ کی آہ و بکا

مدینہ کے لوگ اسلامی عساکر کو الوداع کہہ رہے ہیں اور حضرت عبداللہ دھاڑیں مار مار کر رو رہے ہیں۔ دوستوں نے وجہ پوچھی تو آپؓ نے فرمایا، خدا کی قسم نہ تو مجھے دنیا کی خواہش ہے اور نہ جنگ کی ہولناکیوں کا ڈر ہے میں نے نبی کریمؐ کو یہ آیت پڑھتے سنا ہے جس میں جہنم کی آگ کا اس طرح ذکر آیا ہے۔

اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا۔

(مریم ۷۱) یعنی تم میں سے ہر شخص کو جہنم پر سے گزرنا ہو گا۔ یہ تیرے پروردگار کا پختہ فیصلہ ہے۔ [illegible] ہوں کہ جہنم پر وارد ہونے کے بعد وہاں سے نکلنے [illegible] کیا ہو گا۔ یہ لشکر روانہ ہو گیا اور نبی کریمؐ نے بنفس نفیس مدینہ سے باہر نکل کر اپنی دعاؤں کے ساتھ لشکر کو رخصت کیا۔ اسلامی لشکر نے شام کے علاقے میں پڑاؤ کیا۔ دوسری طرف ہرقل نے ایک لاکھ سپاہی کے ساتھ مآب میں پڑاؤ ڈالا۔ ایک لاکھ عرب قبائل کی سپاہ بھی ہرقل سے جا ملی۔ اس ٹڈی دل فوج کو دیکھ کر مسلمانوں نے باہمی مشورہ کیا۔ اکثریت کا خیال تھا کہ دشمن کی خبر اور دیگر حالات کی خبر آپ کو دی جائے تاکہ یا تو آپ ہمارے لیے اور فوج ارسال کریں یا پھر جو بھی حکم ہو۔

## حضرت عبداللہ بن رواحہ کی جراءت و استقلال

اس موقع پر حضرت عبداللہؓ نے مسلمانوں کو جنگ پر برانگیختہ کرتے ہوئے فرمایا، خدا کی قسم تم جس شہادت کی خاطر گھر سے نکلے ہو وہ تمہارے سامنے موجود ہے۔ ہم کثرت سپاہ اسلحہ کی قوت اور جنگی ساز و سامان کی برتری کے پیش نظر جنگ نہیں کیا کرتے بلکہ ہم اس دین کی طاقت کے بل بوتے پر لڑتے ہیں جس کی بناء پر اللہ نے ہمیں عزت و شرف عطا کیا۔ چلو آگے بڑھو، فتح یا شہادت دونوں میں سے ایک چیز تو ضرور ہمارا مقدر ہے۔ عبداللہ کی اس تقریر پر مجاہدین پر خاطر خواہ اثر ہوا۔ ان سب نے آپ کے جذبۂ ایمانی کی تقلید کی اور آن واحد میں تین ہزار مسلمان سپاہ دو لاکھ سے ٹکرا گئی۔ اللہ اللہ، کیا منظر تھا۔ ایک ایک اللہ والا ٹڈی دل کے سامنے ۶۶ کا تھا۔ لیکن مجال کسی کے دل میں اس کثرت کا رعب پڑا۔ پسپائی یا پیٹھ دکھانے کا سوچا تک نہ تھا۔ یہ معرکہ بڑا شدید تھا۔ زہریلے تیر اور نیزے انسانوں کے سینوں میں پیوست ہو رہے تھے۔ خدا کے نام لیوا جس طرف بڑھتے لاشوں کے ڈھیر لگا دیتے۔ حضرت زید بن حارثہؓ جو اسلامی لشکر کے پہلے کمانڈر تھے۔ شہید ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے فوراً جھنڈا سنبھال لیا اور درج ذیل اشعار پڑھتے ہوئے لشکر کی طرف بڑھے۔

(باقی ۲۳ پر)